عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۲ | ۲۹ رمضان تا ۱۳ شوال ۱۴۳۴ھ مطابق ۸ تا ۲۲ اگست ۲۰۱۳ء | شمارہ: ۳۰/۳۱

عید الفطر کیسے منائی جائے؟

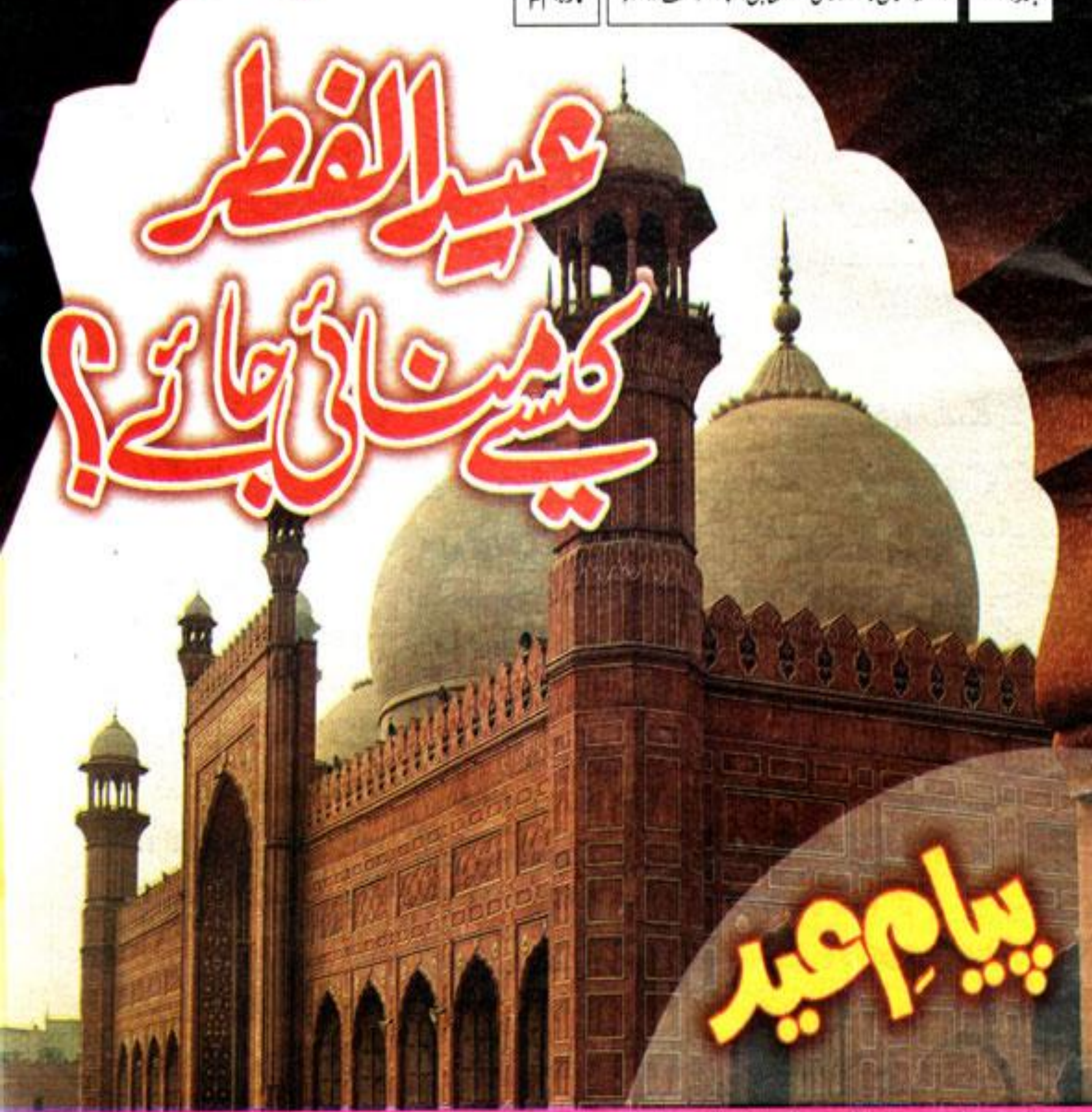

پیام عید

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

سحری اور افطار کب کیا جائے؟

ابوحسان، کراچی

س:......سحری کا وقت کب ختم ہوتا ہے؟ کیا جب اذان شروع ہو اس وقت یا پھر جو رمضان کے کیلنڈر دستیاب ہیں ان میں لکھے ہوئے ٹائم پر ختم ہوتا ہے، کیونکہ بعض مرتبہ کیلنڈر کے مطابق تو ٹائم پورا ہوجاتا ہے مگر اذان تھوڑی دیر سے ہوتی ہے، یہی حال افطار کے وقت بھی ہوتا ہے تو کیا کیا جائے؟ ٹائم کا لحاظ رکھا جائے یا اذان ہونے کا انتظار کیا جائے؟

ج:......سحری ختم ہونے اور افطار شروع ہونے کا تعلق تو وقت سے ہے۔ اذان اس بات کی علامت ہوتی ہے کہ سحری کا وقت ختم ہوگیا یا افطار کا وقت شروع ہوگیا اور اذان وقت سحری ختم ہونے یا وقت افطار شروع ہونے کے بعد ہی ہوتی ہے اور بعض اوقات اذان دینے میں تاخیر بھی ہوجاتی ہے۔ اس لئے سحری ختم تو وقت کے مطابق ہی کی جائے اذان ہونے کا انتظار نہ کیا جائے اور افطار میں احتیاط کرتے ہوئے اذان کا انتظار کیا جائے اور اس کے بعد افطار کیا جائے۔

روزہ میں آنکھ میں دوائی ڈالنا

س:......روزہ کی حالت میں آنکھ اور کان میں دوائی ڈال سکتے ہیں یا نہیں؟ کیونکہ آنکھ میں دوا ڈالنے سے حلق میں بھی اس کا ذائقہ محسوس ہوتا ہے؟

ج:......کان میں دوائی ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، البتہ آنکھ میں دوائی ڈالنے سے روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا، اگرچہ دوائی کا اثر حلق میں محسوس ہو۔

”کما فی الھندیة: لو افطر شیئاً من الدواء فی عینیه لایفطر صومه عندنا وان وجد طعمه فی حلقه۔“ (الفتاویٰ الہندیہ ص:۲۰۳، ج:۱، کتاب الصوم باب مالایفسد الصوم)

س:......سجدہ تلاوت ختم قرآن پر اکٹھے کئے جاسکتے ہیں؟ یا ہر سجدہ اپنے مقام پر کرنا ضروری ہے؟

ج:......تمام سجدۂ تلاوت ختم قرآن پر ایک ساتھ بھی کر سکتے ہیں، لیکن ہر آیت سجدہ پر اسی وقت سجدہ کرلینا بہتر ہے۔

س:......کیا مسجد کا محراب مسجد میں شامل ہوتا ہے؟ یعنی معتکف محراب میں جاسکتا ہے؟ تفصیل سے جواب مرحمت فرمائیں۔

ج:...... جی ہاں! معتکف محراب میں جاسکتا ہے کیونکہ محراب مسجد میں ہی شامل ہوتا ہے۔

س:......صدقۃ الفطر اپنے گھریلو ملازم یا ملازمہ کو دینا جائز ہے؟

ج:...... گھریلو ملازم یا ملازمہ اگر مستحق ہوں تو ان کو بھی زکوٰۃ اور صدقۃ الفطر دینا جائز ہے بشرطیکہ تنخواہ یا معاوضہ کے طور پر نہ ہو بلکہ ادائیگی زکوٰۃ و فطرہ کی نیت سے ہو۔

س:......شوال کے چھ روزے لگاتار رکھنا ضروری ہیں؟ یا وقفے وقفے سے بھی رکھے جاسکتے ہیں؟

ج:......شوال کے روزے دونوں طرح رکھنا درست ہے لگاتار بھی اور وقفے وقفے سے بھی، جس طرح سہولت ہو رکھ سکتے ہیں، لیکن بہتر یہ ہے کہ وقفے وقفے سے ہوں اور شوال میں پورے ہوجائیں۔

س:......کیا والدین اپنی اولاد کو اور بہن بھائی ایک دوسرے کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں؟ جبکہ وہ مستحق ہوں؟

ج:......والدین کا اپنی اولاد کو اور اولاد کا اپنے والدین کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں، اسی طرح میاں بیوی کا بھی اپنی زکوٰۃ ایک دوسرے کو دینا جائز نہیں، ہاں بہن بھائی اگر مستحق اور ضرورت مند ہوں تو وہ ایک دوسرے کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

کراچی

مجلسِ ادارت

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری　صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی　مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۲　۲۹ر رمضان تا ۱۳ر شوال ۱۴۳۴ھ مطابق ۸ تا ۲۲ر اگست ۲۰۱۳ء　شمارہ: ۳۰ر۳۱

سرپرست

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیرِ اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیرِ اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

پیامِ عید	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
عید الفطر کیسے منائی جائے؟	۷	مولانا حافظ فضل الرحیم
قرآن کریم.... ایک نظر میں	۹	انتخاب: حافظ محمد سعید لدھیانوی
خسارہ کا سودا!	۱۲	شمس الحق ندوی
گستاخانِ رسالت کا عبرتناک انجام! (۲)	۱۵	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مرزا صاحب کی پیش گوئیاں (۳)	۱۸	مولانا لال حسین اخترؒ
قادیانی جماعت.... ایک سابق قادیانی کی نظر میں!	۲۱	پروفیسر منور احمد ملک
قاری عالمگیر کا سانحۂ ارتحال	۲۳	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
نفس و شیطان کا دھوکا	۲۵	چوہدری افضل حقؒ

اعلان

عید الفطر کی تعطیلات کے باعث شمارہ ۳۰ر۳۱ کو یکجا شائع کیا جارہا ہے۔
قارئین کرام، ایجنسی ہولڈرز حضرات نوٹ فرمالیں۔　(ادارہ)

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِ تعاون بیرونِ ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرقِ وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زرِ تعاون اندرونِ ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

چیک، ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ: 0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، ۳۴۲۳۴۴۷۶ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری　مطبع: القادر پرنٹنگ پریس　طابع: سید شاہد حسین　مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

جنت کے مناظر

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

اہل جنت کی اپنی بیویوں سے مقاربت

''حضرت انس رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ: مؤمن کو جنت میں جماع کی اتنی اور اتنی قوت عطا کی جائے گی۔ عرض کیا گیا: یارسول اللہ! کیا وہ اس کی طاقت رکھتا ہوگا؟ فرمایا: اسے سو آدمیوں کی طاقت عطا کی جائے گی۔''

(ترمذی، ج:۲، ص:۷۶)

اہلِ جنت کا لباس اور کپڑے

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہلِ جنت کے بدن بالوں سے صاف ہوں گے، وہ بے ریش ہوں گے، ان کی آنکھیں سرگیں ہوں گی، نہ ان کی جوانی ڈھلے گی، نہ ان کے کپڑے میلے اور بوسیدہ ہوں گے۔''

(ترمذی، ج:۲، ص:۷۷)

''جُرْدٌ'' اَجرد کی جمع ہے، اس شخص کو کہتے ہیں جس کے بدن پر بال نہ ہوں، مطلب یہ کہ دُنیا میں بدن پر جو بال ہوتے ہیں (جن میں غیرضروری بال بھی داخل ہیں) اہلِ جنت کے بدن پر وہ نہیں ہوں گے، بلکہ ان کے بدن صاف شفاف ہوں گے۔

''مُـرْدٌ'' اَمرد کی جمع ہے، بے ریش لڑکے کو ''اَمرد'' کہتے ہیں، مطلب یہ ہے کہ اہلِ جنت اپنی صحت وقوت کے اعتبار سے نوعمر ہوں گے، جن کے چہرے پر داڑھی نہیں آئی ہوگی، یہ مطلب نہیں کہ وہ داڑھی صاف کراتے ہوں گے۔

یہ جو مشہور ہے کہ جنت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت آدم، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت ہارون علیہم السلام اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے داڑھی ہوگی، محض غلط اور بے اصل ہے۔

''کـحـل'' اکحل کی جمع ہے، اس شخص کو کہتے ہیں جس کی آنکھیں سرگیں ہوں، اہلِ جنت کی آنکھیں قدرتی طور پر سرگیں ہوں گی، سرمہ لگانے کی ضرورت نہ ہوگی۔

''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادِ خداوندی ''وَفُرُشٍ مَّرْفُوْعَۃٍ'' (الواقعہ:۳۴) کے بارے میں فرمایا کہ: ان کی بلندی ایسی ہوگی جیسے آسمان اور زمین کے درمیان کا فاصلہ ہے، یعنی پانچ سو سال کی مسافت۔''

(ترمذی، ج:۲، ص:۷۷)

اس حدیث کی شرح خود امام ترمذی رحمہ اللہ نے بعض اہلِ علم سے نقل کی ہے کہ یہ درجاتِ جنت میں ہوں گے اور جن کے ہر دو درجوں کے درمیان آسمان وزمین کا فاصلہ ہوگا، گویا ''فرشِ مرفوعہ'' سے درجاتِ جنت کی بلندی مراد ہے، واللہ اعلم!

جنت کے پھلوں کا بیان

''حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''سدرۃ المنتہیٰ'' کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ: اس کی شاخوں کے سائے میں سوار ایک سال تک چلتا رہے گا، یا یہ فرمایا کہ: سو سوار اس کے سائے میں آسکیں گے (راوی کو شک ہے کہ وہ بات فرمائی تھی یا یہ) اس پر گرنے والے پروانے سونے کے ہیں اور اس کے پھل گویا بڑے بڑے مٹکے ہیں۔''

(ترمذی، ج:۲، ص:۷۷)

جنت کے پرندوں کی شان

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ: کوثر کیا چیز ہے؟ فرمایا: یہ ایک نہر ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائی ہے، یعنی جنت میں، جو دُودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں ہے، اس میں ایسے پرندے ہیں جن کی گردنیں اُونٹوں کی گردنوں جیسی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یہ پرندے تو بہت ہی خوب ہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: کھانے والے ان سے بڑھ کر خوش قسمت ہیں۔''

(ترمذی، ج:۲، ص:۷۷)

اہلِ جنت کی عمروں کا بیان

''حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: اہلِ جنت، جنت میں داخل ہوں گے تو ان کے بدن پر بال نہیں ہوں گے، چہرے بے ریش اور آنکھیں سرگیں ہوں گی، تیس یا فرمایا تینتیس برس کی عمر کے ہوں گے۔''

(ترمذی، ج:۲، ص:۷۷)

بدن پر بالوں کا نہ ہونا حسن وخوبی ہے، چنانچہ شمائل شریفہ میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسدِ اطہر پر بال نہیں تھے، البتہ سینے سے ناف تک بالوں کی ایک باریک سی لکیر چلی گئی تھی۔ پہلے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں گزر چکا ہے کہ اہلِ جنت نوجوان ہوں گے، اس حدیث میں بیان فرمایا گیا ہے کہ ان کی عمریں تیس سال یا تینتیس سال کی ہوں گی۔ پہلے زمانوں میں جب عمریں طویل ہوتی تھیں تیس برس نوجوانی کی عمر ہوتی تھی، یہی حال اہلِ جنت کا ہوگا۔

☆☆..................☆☆

محمد اعجاز مصطفیٰ

اداریہ

پیامِ عید

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی

رمضان المبارک جو برکتوں اور رحمتوں والا مہینہ تھا، ہم سے رخصت ہوا۔ کتنے نیک لوگ ایسے ہوں گے جنہوں نے واقعی اس رمضان میں تلاوت، نماز، ذکر اور عبادات میں وقت گزار کر اپنے گناہوں کی مغفرت کرائی ہوگی، اپنے آپ کو گناہوں کی کثافتوں سے پاک وصاف کرلیا ہوگا اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا اور اپنے لئے جنت کا داخلہ حاصل کرلیا ہوگا اور کتنے بدنصیب ایسے بھی ہوں گے کہ رمضان المبارک کا مہینہ اپنے لئے بھاری تصور کرتے ہوں گے، دن کو روزہ خوری، لہو ولعب اور کھیل تماشوں میں گزارا ہوگا اور راتوں کو اٹھ کر روٹھے رب کو منانے کے بجائے فلم بینی، شراب نوشی اور دوسرے گناہوں میں مصروف رہے ہوں گے اور انہیں بھول کر بھی توجہ کرنے کی فرصت نہیں ملی ہوگی۔

بہرحال رمضان المبارک گزر گیا اور اب عیدالفطر کی تیاری اور اس کے بعد معمولات زندگی میں مصروف ہونے کا وقت آرہا ہے۔ جن بھائیوں نے رمضان کے روزے رکھے، قرآن کریم کی تلاوت، ذکر، نفل نمازوں اور دعاؤں میں لگے رہے، ان سے تو گزارش ہے کہ رمضان کے مہینہ کو پورے سال کے لئے آپ ایک نمونہ سمجھیں، یعنی جس طرح رمضان کا دستورالعمل آپ نے مرتب کیا تھا اور اسی پر عمل کیا تھا، اسی طرح پوری زندگی گزارنے کا تہیہ کریں اور اپنے آپ کو ہر قسم کی فضول گوئی، فضول کاموں میں وقت گزاری سے اجتناب کریں اور جن لوگوں نے یہ وقت غفلت اور لاپرواہی میں گزارا، ان سے بھی گزارش ہے کہ اپنے روٹھے رب کو منالیں اور اپنی سابقہ کوتاہیوں اور بے عملیوں سے توبہ کرکے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے قریب کرلیں۔

اس کے ساتھ یہ بھی عرض کرنا ہے کہ ہمارے بہت سے بھائی رمضان میں تو خوب عبادات اور اعمال صالحہ کا اہتمام کرتے ہیں، لیکن جوں ہی چاند نظر آیا پھر وہی پرانی ڈگر پر چل پڑتے ہیں، ایسا نہیں ہونا چاہئے، اس لئے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے یہ عبادات اور اعمال صالحہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے نہیں، بلکہ اپنی خواہشات کی تکمیل، ریاکاری اور دکھلاوے کے لئے یہ سب کچھ کیا۔ اور ذہن میں رکھنا چاہئے کہ چاندرات بہت ہی اہمیت اور فضیلت کی حامل ہے، جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: اللہ تبارک وتعالیٰ رمضان میں روزانہ دس لاکھ لوگوں کو جہنم سے خلاصی اور رہائی نصیب فرماتے ہیں اور چاندرات کو پورے مہینے کے برابر جتنے لوگوں کو آزاد کیا تھا، ان کی مقدار صرف اس ایک رات میں جہنم سے آزاد فرماتے ہیں۔ اس لئے ہم اس رات میں عبادت اور دعاؤں کا خوب اہتمام کریں، جب ہم ایسا کریں گے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے قوی امید ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں بھی جہنم سے آزادی وخلاصی نصیب فرمادیں گے۔ اب چاندرات کی فضیلت اور عید کے اعمال کے بارہ میں چند احادیث ذکر کرتا ہوں، جن سے ہمیں یہ پیغام ملے گا کہ ہمیں ان اوقات میں کیا کرنا چاہئے اور کیا نہیں کرنا چاہئے:

۱:... حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے ثواب کی نیت سے عیدین کی راتوں کو قیام کیا (عبادت میں گزار کر، اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ) جس دن لوگوں کے قلوب مردہ ہوں گے، اس کا دل اس دن مردہ نہیں ہوگا۔

۲:... حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے پانچ راتوں کو عبادت میں صرف کیا اور ان میں عبادت کرتا رہا، اس نے اپنے لئے جنت واجب کرلی، وہ پانچ راتیں یہ ہیں: (۱) ۸/ ذوالحجہ کی رات، (۲) ۹/ ذوالحجہ کی رات، (۳) ۱۰/ ذوالحجہ کی رات، (۴) عیدالفطر کی رات، (۵) پندرہ شعبان کی رات۔

۳:... حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کی راتوں کو عبادت میں گزارا، اس کا دل اس دن مردہ نہیں ہوگا، جس دن لوگوں کے دل مردہ ہوں گے۔

۴:... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنی عیدوں کو تکبیر کے ساتھ مزین کرو، یعنی عید کو جاتے ہوئے اور واپس آتے ہوئے تکبیرات کی کثرت کیا کرو۔

۵:... حضرت سعد بن اوس انصاری رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب عیدالفطر کا دن ہوتا ہے فرشتے راستے میں کھڑے ہوجاتے ہیں اور وہ ندا دیتے ہیں کہ اے مسلمانو! اپنے رب کریم کی طرف بڑھو، جس نے نیک اعمال کی توفیق دے کر احسان فرمایا اور پھر اس پر بے پناہ اجر عطا فرمایا۔ تمہیں راتوں کو قیام کا حکم دیا گیا تو تم نے قیام کیا اور تمہیں دن میں روزہ رکھنے کا حکم دیا گیا تو تم نے روزے رکھے۔ تم نے اپنے رب کی اطاعت کی اب اپنا اجر اور انعام وصول کرو، جب مسلمان عید کی نماز پڑھتے ہیں تو ایک منادی کرنے والا ندا دیتا ہے کہ سنو! بے شک تمہارے رب نے تمہاری مغفرت فرمادی، اب تم کامیاب اور بخشے بخشائے اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ۔ یہ انعام ملنے کا دن ہے اور آسمان میں عیدالفطر کو انعام کے دن سے موسوم کیا جاتا ہے۔ (الترغیب والترہیب، ج:۲، ص:۱۵۲،۱۵۳)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ کی طرف جانے سے پہلے کوئی میٹھی چیز تناول فرمالیا کرتے تھے۔ عید کے مسنون اعمال یہ ہیں: مسواک کرنا، غسل کرنا، اگر میسر ہوں تو نئے کپڑے پہننا اور اگر نئے موجود نہیں ہیں تو صاف ستھرا لباس زیب تن کرنا، عیدگاہ کی طرف جاتے ہوئے تکبیرات کی کثرت کرنا وغیرہ کو علماء نے ذکر کیا ہے۔

ایک خاص بات یہ عرض کرنی ہے کہ عید کے دن جس طرح ہم اپنے زندہ عزیزوں، رشتہ داروں اور دوست احباب کو عید کی خوشیوں میں شریک کرتے ہیں، اسی طرح اس دن قبرستان جاکر اپنے فوت شدہ عزیزوں اور رشتہ داروں کو ایصال ثواب کرکے ان کو بھی اپنی خوشیوں میں شریک کریں، اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ جہاں ان کی روح خوش ہوگی، وہاں ہمیں بھی اپنے مرنے والوں کی قبر کو دیکھ کر آخرت کی فکر ہوگی۔ آخرت کی تیاری کرنے میں سہولت میسر ہوگی۔ اور دنیا داروں کی خرمستیوں جیسی خرافات سے بچنے کی توفیق ہوگی۔

لہٰذا چاند رات اور عید کے دن کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق گزارا جائے، ہر قسم کے گناہوں سے اپنے آپ کو بچایا جائے اور عید کو صحیح معنوں میں عید بنایا جائے اور اس کو وعید بنانے سے محفوظ رکھا جائے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو ہمیشہ گناہوں سے دور رہنے اور نیک اعمال کرنے کی توفیق عطا فرماتے رہیں، آمین۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

سنت نبوی کے مطابق

عیدالفطر کیسے منائی جائے!

مولانا حافظ فضل الرحیم (جامعہ اشرفیہ لاہور)

''عن انس رضی اللّٰہ عنہ قال قدم النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم المدینة ولھم یومان یلعبون فیھما، فقال ماھذا ان الیومان قالوا کنا نلعب فیھما فی الجاھلیة فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قد ابدلکم اللّٰہ بھما خیراً منھما یوم الاضحیٰ ویوم الفطر۔''

(رواہ ابوداؤد)

ترجمہ: ''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو اس زمانہ میں اہل مدینہ نے دو دن مقرر کر رکھے تھے جن میں وہ خوشیاں مناتے اور کھیل تماشے کرتے تھے۔ آپؐ نے لوگوں سے پوچھا یہ دو دن کیسے ہیں؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: ان ایام میں ہم لوگ عہد جاہلیت کے اندر خوشیاں مناتے اور کھیلتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ان دنوں کو دو بہترین دنوں میں تبدیل فرما دیا ہے یعنی عیدالاضحی اور عیدالفطر۔''

پہلے انبیاء علیہم السلام کی امتیں بھی کسی نہ کسی شکل میں عید منایا کرتی تھیں۔ آدم علیہ السلام کی امت اس دن عید مناتی تھی جس دن حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی امت اس دن عید مناتی تھی جس دن حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمرود کی آگ سے نجات ملی۔ حضرت یونس علیہ السلام کی قوم اس دن عید مناتی تھی، جس دن حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ سے نجات پائی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم اس روز عید مناتی تھی جس دن آسمان سے ''مائدہ'' نازل ہوا تھا۔ اہل عرب سال میں مختلف تہوار مناتے جن میں شراب نوشی، جوا، شعر و شاعری، رقص و سرود کی محفلیں سجائی جاتی تھیں۔ یہ اسلام کا فیضان ہے کہ اس نے مسلمانوں کو خوشیاں منانے کو ایک پاکیزہ سانچے میں ڈھال دیا۔

عیدالفطر کا دن مسلمان کے لئے خوشی اور مسرت کا دن ہوتا ہے لیکن بازار کی چہل پہل، گہما گہمی، بچوں کا کھیل کود، کھانے پینے کی محفلیں، عید کا سارا دن کیبل موویز، کیبل نیٹ اور ٹی وی دیکھ کر اونچی آواز میں گانے سن کر اور دیگر غیر شرعی تفریحات میں مشغول ہو کر عید کی حقیقی خوشی ہرگز حاصل نہیں کی جاسکتی۔

اللہ تعالیٰ نے عید کی حقیقی خوشی عطا فرمانے سے پہلے رمضان کے روزے فرض کئے۔ ایک ماہ تک دن بھر کھانے پینے سے روکا، نفس کی مخصوص خواہشات پورا کرنے سے منع کر دیا اور مقصد یہ بتایا: ''لعلکم تتقون''... تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ... جب اللہ تعالیٰ کے حکم کو اس کے حقوق و آداب کے ساتھ پورا کر دیا تو روزہ دار کے دل میں نور تقویٰ پیدا ہو گیا۔ اس عظیم نعمت کا شکر ادا کرنے کے لئے مسلمان عظیم اجتماع کے ساتھ دو رکعت نماز عید پڑھ کر شکر خداوندی ادا کرتا ہے۔ غرباء کو صدقہ فطر ادا کر کے اپنے روزہ کی کوتاہیوں کو مٹانے کے ساتھ ساتھ ان محتاج افراد کو بھی عید کی خوشیوں میں شریک کرتا ہے، اس حقیقی خوشی کا لطف وہی خوش نصیب روزے دار جانتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے رمضان المبارک کے مکمل روزے رکھنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اس عید کا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''عید الفطر'' رکھا۔ یعنی روزہ کھولنے کی عید۔ اب جس شخص نے روزہ رکھا ہی نہیں اسے روزہ کھولنے کی خوشی کیا ہوگی؟.... اور دوسری طرف اگر روزہ رکھنے والوں نے عید کو اپنے نفس کی ناجائز خواہشات کو پورا کر کے منایا تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ رمضان المبارک کے روزے رکھتے ہوئے نفس کی تربیت میں کمی رہ گئی یا عید کی خوشی منانے والے کا دل اس نور تقویٰ سے بالکل خالی ہے اور وہ شخص عید کی خوشیاں محض رسمی طور پر منانے میں مشغول ہے۔

لہٰذا جب ہمیں اسلام نے عیدالفطر کی خوشیاں عطا فرمائیں تو ان خوشیوں کو اسی طرح منانا چاہئے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشی کے یہ لمحات گزارے۔ احادیث کی روشنی میں عیدالفطر کے ان اعمال کو ترتیب وار ذکر کیا جاتا ہے تاکہ ہر مسلمان ان کو سنت نبوی سمجھ کر ادا کرے۔ اس لئے کہ ان میں سے اکثر کام عام مسلمان کرتا ہے لیکن ذہن میں قطعاً

یہ نہیں ہوتا کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے:

۱:... عید کے دن صبح جلدی بیدار ہونا۔

۲:... مسواک کرنا۔

۳:... غسل کرنا، حضرت خالد بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت کریمہ تھی کہ عید الفطر، یوم النحر اور یوم عرفہ کو غسل فرمایا کرتے تھے۔

۴:... عمدہ کپڑے پہننا جو پاس موجود ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن خوبصورت اور عمدہ لباس زیب تن فرماتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی سبز دو سرخ دھاریدار چادر اوڑھتے یہ چادر یمن کی ہوتی جسے بُردِ یمانی کہا جاتا ہے۔

۵:... عید کے دن زیب و زینت اور شریعت کے موافق آرائش کرنا مستحب ہے (مدارج النبوۃ) حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ فرماتے ہیں: لوگ کپڑوں کا بہت اہتمام کرتے ہیں حتی کہ بعض قرض لے کر نئے کپڑے بنواتے ہیں، بعض مستعار (ادھار مانگ کر) پہنتے ہیں۔ اس کی بھی کوئی اصل نہیں ہے بلکہ سنت یہ ہے کہ ہر شخص کے پاس جو کپڑے ہیں ان میں سے جو اچھے ہیں وہ پہنے۔

(زوال السنۃ عن اعمال السنۃ، ص:۳۲)

۶:... خوشبو لگانا۔ (بحوالہ مذکور بالا)

۷:... عید گاہ جانے سے پہلے کوئی میٹھی چیز کھانا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت کریمہ تھی کہ عید الفطر کے دن عید گاہ جانے سے پہلے چند کھجوریں تناول فرماتے تھے۔ ان کی تعداد طاق ہوتی تھی یعنی تین، پانچ، سات (صحیح بخاری) لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم عید الاضحیٰ کے دن نماز سے واپس آنے سے پہلے کچھ نہ کھاتے، عید کی نماز پڑھ کر قربانی کر لیتے پھر قربانی کے گوشت میں سے کچھ تناول فرماتے۔ (حوالہ جامع ترمذی، ابن ماجہ، مدارج النبوۃ)

حضرت تھانوی قدس سرہ لکھتے ہیں کہ بعض لوگ سویاں پکانا ضروری خیال کرتے ہیں، یہ بھی غلط ہے بلکہ جو چاہے پکائے اور چاہے نہ پکائے شرع میں اس (سویاں پکانے کی) تخصیص کی کوئی اصل نہیں ہے۔

(بحوالہ زوال السنۃ عن اعمال السنۃ، ص:۳۲)

۸:... عید گاہ جانے سے قبل صدقہ فطر ہر مسلمان عاقل، مرد و عورت پر واجب ہے جبکہ وہ زکوٰۃ کے نصاب کا مالک ہو چاہے اس مال پر سال نہ گزرا ہو، اپنی طرف سے اپنے نابالغ بچوں کی طرف سے جو زیر کفالت ہوں۔ نصف صاع (پونے دو کلو) گندم یا اس کی قیمت ادا کرنا۔ (بہشتی زیور)

۹:... عید گاہ جلدی جانا۔

(بحوالہ زوال السنۃ عن اعمال السنۃ)

۱۰:... عید گاہ میں نماز عید ادا کرنا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ نماز عید، عید گاہ (میدان) میں ادا فرماتے تھے۔

(صحیح مسلم، صحیح بخاری)

حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں، یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ عید کے لئے میدان میں نکلنا مسجد میں نماز ادا کرنے سے افضل ہے، اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باوجود اس فضل وشرف کے جو آپ کی مسجد شریف کو حاصل ہے، نماز کے لئے عید گاہ (میدان) میں باہر تشریف لے جاتے تھے لیکن اگر کوئی عذر لاحق ہو تو جائز ہے۔ جیسا کہ ایک مرتبہ عید کے روز بارش ہو رہی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کی نماز مسجد میں پڑھائی۔

(ابوداؤد، ابن ماجہ، اسوۂ رسول اکرم ﷺ، ص:۲۰۶)

۱۱:... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس راستہ سے عید گاہ تشریف لے جاتے، اس سے واپس تشریف نہ لاتے بلکہ دوسرے راستہ سے تشریف لاتے۔ (بخاری، ترمذی)

۱۲:... رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید گاہ تک پیدل تشریف لے جاتے۔ (بخاری، ترمذی)

۱۳:... رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز عید الفطر میں تاخیر فرماتے اور نماز عید الاضحیٰ کو جلدی ادا فرماتے۔

(مشکوٰۃ باب صلوٰۃ العیدین، فصل ثانی)

۱۴:... عید الفطر میں راستہ میں چلتے وقت آہستہ تکبیر کہنا مسنون ہے۔ (عید الاضحیٰ میں آواز بلند کہنا چاہئے... بہشتی گوہر)

تکبیر کے کلمات یہ ہیں:

"اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ
واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد۔"

حضرت تھانوی قدس سرہ لکھتے ہیں:

"یہ بات عام ہے کہ نماز عید کے بعد آپس میں مصافحہ اور معانقہ کرتے ہیں اور اس کو ضروری خیال کرتے ہیں یہ بالکل بدعت ہے، ہاں جو لوگ باہر سے آئے ہیں، اگر ان سے بوجہ ملاقات اور دنوں کی طرح اس روز بھی معانقہ یا مصافحہ کیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ عید کے روز ایک دوسرے کو کلمات تہنیت (مبارکباد کے کلمات) کہہ دینا یا اس کے ہم مضمون لفظ سے جیسا کہ عید مبارک کہنا وغیرہ جائز اور فی الجملہ مستحب ہے، بشرطیکہ بطور رسم کے پابندی کے ساتھ نہ ہو۔"

(زوال السنۃ، ص:۳۴)

اللہ رب العزت ہم سب کو عید الفطر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق گزارنے کی توفیق نصیب فرمائیں۔ آمین۔

☆☆......☆☆

قرآنِ کریم.... ایک نظر میں!

انتخاب: حافظ محمد سعید لدھیانوی

پہلی وحی: ''اقرأ باسم ربک الذی خلق۔''(سورۂ علق:۱تا۵)

آخری وحی: ''واتقو......الی اللہ۔''(البقرہ:۲۸۱)

یا: ''الیوم.........دینا۔''(المائدہ:۳)

کل تعداد کلمات: ۸۶۴۳۰ کاتبانِ وحی کی تعداد: ۴۰ صحابہؓ

کل پارے: ۳۰ سورتیں: ۱۱۴

آیات: ۶۶۶۶ کل تعداد حروف: ۳۲۳۷۶۰

قرآن کی مدت نزول: ۲۲ سال ۵ ماہ تقریباً منزلیں: ۷

رکوع: ۵۴۰ سجدہ ہائے تلاوت، متفق علیہ ۱۴ مقامات، اختلافی (۱) مقام

قرآن کی آیات کی اقسام

آیاتِ وعدہ:	۱۰۰۰	آیاتِ وعید:	۱۰۰۰
آیاتِ نہی:	۱۰۰۰	آیاتِ امر:	۱۰۰۰
آیاتِ مثال:	۱۰۰۰	آیاتِ قصص:	۱۰۰۰
آیاتِ تحلیل:	۲۵۰	آیاتِ تحریم:	۲۵۰
آیاتِ تسبیح:	۱۰۰	آیاتِ متفرقہ:	۶۶

کُل حرکات (اعراب)

فتحات (زبر):	۵۳۲۲۳	کسرات (زیر):	۳۹۵۵۲
ضمات (پیش):	۸۸۰۴	مدات (~):	۱۷۷۱
تشدید (شد):	۱۲۷۴	نقاط (نقطے):	۱۰۵۶۸۴

تفصیل حروفِ قرآن

ا: ۴۸۸۷۲	ب: ۱۱۴۲۸	ت: ۱۱۹۹	ث: ۱۲۷۶
ج: ۳۲۷۳	ح: ۹۷۳	خ: ۲۴۱۶	د: ۵۶۰۲
ذ: ۴۶۷۷	ر: ۱۱۷۹۳	ز: ۱۵۹۰	س: ۵۹۹۱
ش: ۲۱۱۵	ص: ۲۰۱۲	ض: ۱۳۰۷	ط: ۱۲۷۷

ظ: ۸۴۲	ع: ۹۲۲۰	غ: ۲۲۰۸	ف: ۸۴۹۹
ق: ۶۸۱۳	ک: ۹۵۰۰	ل: ۳۴۳۲	م: ۳۶۵۳۵
ن: ۴۰۱۹۰	و: ۲۵۵۳۶	ہ: ۱۹۰۷۰	لا: ۳۷۲۰
ی: ۴۵۹۱۹			

قرآن کریم کی ۱۱۴ سورتوں کی تفصیل بلحاظ تعداد و رکوعات

ایک رکوع والی سورتیں	۳۶	دو رکوع والی سورتیں	۱۹
تین رکوع والی سورتیں	۱۲	چار رکوع والی سورتیں	۶
پانچ رکوع والی سورتیں	۵	چھ رکوع والی سورتیں	۸
سات رکوع والی سورتیں	۵	آٹھ رکوع والی سورتیں	۲
نو رکوع والی سورتیں	۴	دس رکوع والی سورتیں	۳
گیارہ رکوع والی سورتیں	۲	بارہ رکوع والی سورتیں	۳
سولہ رکوع والی سورتیں	۳	بیس رکوع والی سورتیں	۲
چوبیس رکوع والی سورتیں	۲	چالیس رکوع والی سورتیں	۱

☆......آیات کے لحاظ سے سب سے بڑی سورۃ البقرہ ہے، جس میں ۲۸۶ آیات ہیں۔

☆......رکوعات کے لحاظ سے بھی سب سے بڑی سورۃ البقرہ ہے، اس میں ۴۰ رکوع ہیں۔

☆......آیات کے لحاظ سے سب سے چھوٹی تین سورتیں (العصر، الکوثر، النصر) ہیں ہر سورت کی تین آیات ہیں۔

☆......رکوعات کے لحاظ سے سب سے زیادہ ایک رکوع کی سورتیں ہیں جن کی تعداد ۳۶ ہے۔

☆......قرآن میں سب پیغمبروں سے زیادہ ذکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا آیا ہے۔

☆......قرآن میں سات سو مقامات پر نماز کی تاکید آئی ہے۔

☆......قرآن کا دل سورۃ یٰسین ہے۔

☆......قرآن کی سورۃ اخلاص کو ایک مرتبہ پڑھنے کا ثواب دس سپارے پڑھنے کے برابر ہے۔

☆......قرآن میں جبرئیل امین علیہ السلام کو روح الامین کے نام سے پکارا گیا ہے۔

☆......خانہ کعبہ کو قرآن میں مسجد الحرام کے نام سے پکارا گیا ہے۔

☆......قرآن کی سورۃ النمل میں بسم اللہ ۲ مرتبہ آئی ہے۔

☆......قرآن کی سورۃ التوبہ بسم اللہ کے بغیر شروع ہوتی ہے۔

☆......قرآن کی سورۃ احزاب میں زیدؓ بن حارث کا ذکر آیا ہے۔

قرآن کریم کے تراجم دنیا بھر کی مختلف زبانوں میں

زبان	تعداد تراجم	زبان	تعداد تراجم	زبان	تعداد تراجم
اردو	۹۲	فارسی	۵۲	ہندی	۱۸
گجراتی	۹	عبرانی	۵	ترکی	۵
جاوی	۱	انڈوچاپانا	۱	بربری	۲
جاپانی	۳	چینی	۵	سواحلی	۴
فلپائنی	۱	ہوس	۱	جشی	۱
مالٹی	۱	تلیگو	۳	سنسکرت	۲
گورمکھی	۱	بنگلہ	۲	کنٹری	۱
سندھی	۲	پنجابی	۲	مرہٹی	۱
ٹیمل	۱	ملیالم	۳	پشتو	۱۴
فرانسیسی	۲۲	انگریزی	۲۶	لاطینی	۱۵
جرمن	۱۶	اطالوی	۱۹	اسپینی	۲
ڈچ	۵	یونانی	۲	مکاسریں	۲
ارگونین	۱	روسی	۲	ڈینش	۴
بلغاری	۱	سویڈشی	۳	پوش	۳
پرتگالی	۴	سربین	۲	ہنگری	۲
البانی	۱	ارضی	۴	رومانی	۱
ہسٹر	۲	بوہیمیا	۲	کل تراجم	۳۷۹

قرآن کریم کے تراجم کی تعداد نامکمل ہے، کیونکہ دنیا بھر میں مختلف زبانوں میں نئے نئے تراجم ہو رہے ہیں۔

زمانہ رسول میں قرآن پاک کے حفاظ

حضرت ابوبکر صدیقؓ	حضرت عمر فاروقؓ	حضرت عثمان غنیؓ	حضرت علی اسد اللہ
عبداللہ ابن مسعودؓ	حضرت سالمؓ	سعد بن ابی وقاصؓ	حضرت ابوہریرہؓ
حضرت فضالہؓ بن مجید	حضرت عمرو بن العاصؓ	حضرۃ عبداللہ بن عباسؓ	عبداللہؓ بن ذوالبجادین
سلمؓ بن مخلد بن الصامت	عبداللہؓ بن الصائب	حضرت تمیم داریؓ	ابوامرروادۃؓ
حضرت عقبہؓ بن عامر	عبداللہؓ بن الصامت	ابیؓ بن کعب	معاذؓ بن جبل
زیدؓ بن ثابت	حضرت ابوزیدؓ	حضرت طلحہؓ	حذیفہؓ بن الیمان
مجمعؓ بن حارثہ	ابوموسیٰؓ اشعری	سعدؓ بن عبادہ	ابوایوبؓ انصاری
عبیدؓ بن معاویہ	سعدؓ بن عبید بن نعمان	سلیمانؓ بن ابی حثمہ	معاذؓ بن الحارث
سعدؓ بن المنذر	عبداللہؓ بن عمر فاروق	قیسؓ بن صعصعہ	عبداللہؓ عمرو بن العاص
ابوحلیمہؓ معاد			

خواتین میں: حضرت عائشہ صدیقہؓ، حضرت حفصہ بنت عمر فاروقؓ، حضرت ام سلمہؓ اور حضرت ام ورقہؓ شامل ہیں۔

نوٹ: حفاظ قرآن پاک کی پوری تعداد کا اندازہ لگانا بے حد مشکل ہے، کیونکہ ایک جنگ (جنگ یمامہ) جو کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمانہ خلافت میں لڑی گئی میں شہید ہونے والے بلند پایہ حضرات میں ۷۰۰ تو قرآن کے حفاظ تھے۔

کاتبانِ وحی

حضرت ابوبکر صدیقؓ	حضرت عمر فاروقؓ	حضرت عثمان غنیؓ	حضرت علی اسد اللہ
حضرت زیدؓ بن ثابت	حضرت عبداللہؓ بن سعد	حضرت زبیرؓ بن العوام	حضرت خالدؓ بن سعید
حنظلہؓ بن ربیع	حضرت خالدؓ بن ولید	حضرت عبداللہؓ بن رواحہ	حضرت محمدؓ بن مسلمہ
عبداللہؓ بن سلول	مغیرہؓ بن شعبہ	حضرت معاویہؓ ابوسفیان	حضرت عمروؓ بن العاص
حضرت جہمؓ بن الصلت	شرجیلؓ بن حسنہ	عبداللہؓ بن ارقم الزہری	ثابت بن قیسؓ
حذیفہؓ بن یمان	عبداللہؓ بن جبیر	عامرؓ بن فہیرہ	ابانؓ بن سعید

کاتبانِ وحی کی کل تعداد کم و بیش ۶۰ ہے جن میں مشہور یہ ۲۴ ہیں جن کی تفصیل اوپر دی گئی ہے۔

قرآن کریم کے چند مقاماتِ نزول

غارِ حراؔ مکہ مکرمہ سے ۳ میل دور واقع ہے، پہلی وحی اسی غار میں اتری تھی۔

کوہ صفا حج اور عمرہ کے دوران حجاج کرام جن دو پہاڑیوں کے درمیان سعی کرتے ہیں کوہ صفا ان میں ایک پہاڑی ہے۔

دار ارقم حضرت ارقمؓ کا وہ مکان جہاں حضرت حمزہؓ اور حضرت عمر فاروقؓ نے آکر آپ کا دین قبول فرمایا۔

مسجد جن مکہ مکرمہ کی مشہور اور تاریخی مسجد۔

مسجد قباء تاریخ اسلام کی پہلی مسجد مدینہ منورہ کے قریب واقع ہے۔

وادی بدر مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ جائیں تو مدینہ منورہ سے کچھ قبل بدر کا میدان آتا ہے اسی جگہ جنگ بدر ہوئی تھی۔

اُحد پہاڑ حضرت حمزہؓ اور دوسرے ۶۹ صحابہ کرامؓ جنگ اُحد میں اسی جگہ شہید ہوئے تھے۔

مقام خندق مدینہ منورہ میں جنگ خندق کا مقام۔

مسجد قبلتین مسلمان جب مسجد اقصیٰ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے تھے تو اسی مسجد میں وحی کے ذریعہ آئندہ سے خانہ کعبہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنے کا حکم آیا۔

مسجد سیدنا امیر حمزہؓ میدان اُحد میں سیدنا امیر حمزہؓ کے نام سے یہ مسجد مشہور ہے۔

وادی عرفات حج کی نماز عرفات کے میدان میں پڑھی جاتی ہے جبل رحمت بھی اسی میدان میں واقع ہے۔

مشعر الحرام عرفات سے منیٰ کو واپس جاتے ہوئے حجاج مزدلفہ میں قیام کرتے ہیں، یہ جگہ مزدلفہ میں ہے۔

وادی منیٰ حج کے سفر کا آغاز منیٰ سے اور اختتام بھی منیٰ میں ہوتا ہے۔ قربانی بھی منیٰ میں دی جاتی ہے۔

مسجد فتح یہ مسجد مدینہ میں واقع ہے۔

مقام بیعت رضوان اس جگہ مسلمانوں نے جو بیعت کی اُسے بیعت رضوان کہا جاتا ہے۔

مسجد اقصیٰ مسلمانوں کا قبلہ اول جو کہ آج کل اسرائیل کے قبضہ میں ہے۔

مدائن صالح مدائن کا وہ کنواں جہاں حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی نے پانی پیا تھا۔

الطور موسیٰ علیہ السلام نے اسی پہاڑ پر خداتعالیٰ سے باتیں کی تھیں۔

جبل زیتون فلسطین میں ایک مشہور پہاڑ ہے۔

مدین کا کنواں حضرت شعیب علیہ السلام کے شہر مدین میں یہ کنواں واقع ہے۔

مہینہ یہ انعام واکرام کا ہے
کلام مبیں اس میں نازل ہوا ہے

قمر کہکشاں کے حسیں تر نظاروں و روشن، ستاروں کا منہ چومتی ہے
شب ماہ رمضان نگاہِ مسلمان اچھوتی بہاروں کا منہ چومتی ہے
تہجد گزاروں پہ ہوتی ہے قرباں کبھی روزہ داروں کا منہ چومتی ہے
جہانِ مراتب کی ہر اک فضیلت عبادت گزاروں کا منہ چومتی ہے
منور منور، فروزاں فروزاں یہ روشن ترین ماہ رمضان کی راتیں
دیئے نور کے ہر طرف جل رہے ہیں سحران نظاروں کا منہ چومتی ہے
مہینہ یہ انعام و اکرام کا ہے کلام مبیں اس میں نازل ہوا ہے
یہ محسوس ہوتا ہے ہر وقت جیسے نظر تیس پاروں کا منہ چومتی ہے
فساد اور شر سے ہے محفوظ انساں بلائیں گرفتار محبوس شیطاں
خدائے دو عالم کی رحمت ہے ارزاں خوشی غم کے ماروں کا منہ چومتی ہے
صداقت عدالت کا سکہ ہے جاری مسلماں ہی کیا سب پہ ہے فضل باری
یقین و عقیدت کی ہر سربلندی اطاعت شعاروں کا منہ چومتی ہے
شب و روز کا کچھ تعین نہیں ہے حقیقت یہ ہے اس کی ایک ایک ساعت
کبھی بیکسوں کی بڑھاتی ہے ہمت کبھی بے سہاروں کا منہ چومتی ہے
یہ محبوبیت اور یہ خاص عظمت، ملی ہے فقط ماہ رمضان کو عبرت
کہ رحمت خدا کی فلک سے اتر کر جو خود اس کے پیاروں کا منہ چومتی ہے

عبرت صدیقی

خسارہ کا سودا!

شمس الحق ندوی

وقتی اور ظاہری ترقی اور نقد فائدہ سے دھوکا کھانا، اس کے نتائج و آثارات پر غور نہ کرنا، آنکھیں بند کر کے اس کو حاصل زندگی سمجھنا اکثر دین و ایمان کو خطرہ میں ڈال دیتا ہے، کچھ ایسے ہی تجربات و مشاہدات کے سبب اکبر مرحوم نے بہت پہلے کہا تھا:

ترقی کی نئی راہیں جو زیر آسماں نکلیں
میاں مسجد سے نکلے اور حرم سے بیویاں نکلیں

ایسے لوگ جن کے سامنے دنیا کی لذتیں اور مزے ہی ہوتے ہیں اور جو بینک کے بڑے بڑے کھاتوں، اونچے اونچے عہدوں، اونچی اونچی کوٹھیوں، نام ونمود، شہرت و اعزاز ہی کو زندگی کی کامیابی اور حاصل زندگی سمجھتے ہیں، وہ بڑے دھوکے میں ہیں، یہ تو ان لوگوں کی زندگی کے رنگ ڈھنگ ہیں جن کے سامنے اس فانی زندگی کے بعد آنے والی اور ہمیشہ باقی رہنے والا زندگی کا تصور و خیال نہیں، وہ قرآن کریم کی زبان میں کہتے ہیں:

"نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ۔" (المومنون:۳۷)

ترجمہ: "(زندگی تو یہی ہماری دنیا کی زندگی ہے) ہم مرتے جیتے ہیں اور ہم پھر نہیں اٹھائے جائیں گے۔"

قرآن کریم ایسے ہی لوگوں کے بارے میں کہتا ہے:

"وَتَمَتَّعُوا قَلِيلًا إِنَّكُم مُّجْرِمُونَ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ" (المرسلات:۴۶)

ترجمہ: "اے جھٹلانے والو! تم کسی قدر کھالو اور فائدے اٹھالو، بے شک تم گناہ گار ہو، اس دن (قیامت) کے جھٹلانے والوں کی خرابی ہے۔"

ایسے منکرین اور ہدایت ربانی کے باغیوں اور اس کا مذاق اڑانے والوں کے بارے میں قرآن کریم وضاحت کے ساتھ کہتا ہے:

"مَن كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ. أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبَاطِلٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ." (ہود:۱۵)

ترجمہ: "جو لوگ دنیا کی زندگی اور اس کی زینت کے طالب ہوں، ہم ان کے اعمال کا بدلہ ان کو دنیا ہی میں دے دیتے ہیں اور اس میں کسی کی حق تلفی نہیں کی جاتی، یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں (آتش جہنم) کے سوا اور کچھ نہیں جو عمل انہوں نے دنیا میں کئے سب برباد اور جو کچھ وہ کرتے رہے سب ضائع۔"

ایسے لوگ جن کے سامنے دنیا کی لذتیں اور مزے ہی ہوتے ہیں اور جو بینک کے بڑے بڑے کھاتوں، اونچے اونچے عہدوں، اونچی اونچی کوٹھیوں، نام ونمود، شہرت واعزاز ہی کو زندگی کی کامیابی اور حاصل زندگی سمجھتے ہیں، وہ بڑے دھوکے میں ہیں

اس وقت دنیا میں جو اودھم مچا ہوا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے نہ بے خبر ہے اور نہ مجبور و بے اختیار، چونکہ وہ حلیم ہے، رحمٰن ہے، رحیم ہے دنیا کے حاکموں اور بادشاہوں کی طرح نہیں کہ غیظ وغضب میں فوراً مجرم کے جرم کا مزہ چکھا دے، بلکہ اپنے لطف و کرم اور قادر مطلق ہونے کی وجہ سے مہلت دیتا ہے، ڈھیل دیتا ہے اتنی کہ نہ سنبھلنے والے پر حجت تمام ہوجائے تب اس کی شان جلالی کا ظہور ہو اور ان کو ملیامیٹ کر کے رکھ دے، جس کے دل دہلانے والے واقعات قرآن کریم نے بہت کھول کر بیان کئے ہیں اور اب بھی وقفہ وقفہ سے علاقائی اور انفرادی طور پر اس کے نمونے سامنے آتے رہتے ہیں، لہٰذا وہ اپنے مومن بندہ کو اطمینان دلاتا ہے کہ اس ڈھیل سے دھوکا مت کھاؤ، ارشاد ہے:

"وَلَا تَحْسَبَنَّ اللَّهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُونَ إِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيهِ الْأَبْصَارُ." (ابراہیم:۴۲)

ترجمہ: "اور مومنو! مت خیال کرنا کہ یہ ظالم جو عمل کر رہے ہیں خدا ان سے بے خبر ہے، وہ ان کو مہلت دے رہا ہے جبکہ (دہشت کے سبب) آنکھیں کھلی رہ جائیں گی۔"

اگر اللہ تعالیٰ دنیا کے حکام و بادشاہوں کی طرح فوری سزا دیتا تو دنیا میں کوئی چوپایہ نہ باقی رہتا، چنانچہ فرماتا ہے:

"وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللَّهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِم مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِن دَابَّةٍ وَلَٰكِن يُؤَخِّرُهُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ" (النحل:۶۰)

ترجمہ: ”اور اگر خدا لوگوں کو ان کے ظلم کے سبب پکڑنے لگے تو ایک بھی جاندار کو زمین پر نہ چھوڑے لیکن ان کو ایک مدت تک مہلت دیئے جاتا ہے۔“

بالکل اسی طرح جس طرح فرعون وہامان، قوم عاد وثمود اور دیگر قوموں کو مہلت دی اور انہوں نے اللہ کے بندوں پر خوب مظالم ڈھائے انبیاء کرام علیہم السلام کا مذاق اڑایا، ان کو طرح طرح سے زچ کیا، جلے کٹے، مارا اور ستایا، لیکن جب ڈھیل کی مدت، حجت تمام کرنے کے لئے پوری ہوگئی تو بہت خوفناک انداز سے تباہ و برباد کیا، کسی کو دریا میں ڈبویا، کسی کو طوفان اور موسلادھار بارش وسیلاب بلاخیز سے ہلاک کرکے دکھادیا، کسی پر پتھر برسائے اور پوری بستی کو پلٹ کر جھیل بنادیا، جس کے نشانات اب تک قائم ہیں۔

لیکن نبی آخرالزماں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم جو پوری دنیا کے لئے اور قیامت تک کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں، ان کی امت دعوت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ فرمایا ہے کہ اس امت کے سرکشوں، منکروں اور باغیوں کو پچھلی قوموں کی طرح بالکلیہ نہیں تباہ کرے گا جس طرح دوسری قومیں تباہ کی گئی ہیں، لیکن ان کو ہوشیار و متنبہ کرنے کے لئے علاقائی طور پر تباہ کی گئی ان قوموں پر عذاب کے نمونے دکھاتا رہے گا، کبھی زلزلے کی شکل میں، کبھی سیلاب اور سمندری طوفان کی شکل میں، کبھی اولہ باری کی شکل میں، جن کی تباہ کاریوں کی خبریں برابر آتی رہتی ہیں۔

لیکن جن قوموں نے عناد وسرکشی اور کفران نعمت کے سبب اپنے دلوں کو مردہ کرلیا ہے، اس کی پاداش میں اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو سیل کردیا، کان بہرے کردیئے گئے، وہ اندھے ہوگئے ہیں، ان پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا، وہ اپنی ہی روش پر چلتے رہتے ہیں، ارشاد خداوندی ہے:

”خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ۔“ (بقرہ:۷)

ترجمہ: ”خدا نے ان کے دلوں اور کانوں پر مہر لگا رکھی ہے۔“

دوسری جگہ قرآن کریم ان کی تصویر اس طرح پیش کرتا ہے:

”صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ۔“ (بقرہ:۱۸)

ترجمہ: ”بہرے ہیں، گونگے ہیں، اندھے ہیں (کسی طرح سیدھے راستے کی طرف) لوٹ ہی نہیں سکتے۔“

> چونکہ وہ حلیم ہے، رحمٰن ہے، رحیم ہے دنیا کے حاکموں اور بادشاہوں کی طرح نہیں کہ غیظ و غضب میں فوراً مجرم کے جرم کا مزہ چکھادے، بلکہ اپنے لطف وکرم اور قادر مطلق ہونے کی وجہ سے مہلت دیتا ہے، ڈھیل دیتا ہے اتنی کہ نہ سنبھلنے والے پر حجت تمام ہوجائے تب اس کی شان جلالی کا ظہور ہو اور ان کو ملیامیٹ کرکے رکھ دے

اس کی وجہ یہ ہے کہ آخرت کے بارے میں ان کا علم صفر ہے، جس کو قرآن کریم اس طرح ادا کرتا ہے:

”بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِي الْآخِرَةِ۔“ (نمل:۶۶)

ترجمہ: ”بلکہ آخرت کے بارے میں ان کا علم ختم ہوچکا ہے۔“

سوچنے کی بات یہ ہے کہ ایک بندۂ مومن جو قرآن کریم کی پہلی ہی آیت

”ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ۔“ (بقرہ:۲)

ترجمہ: ”یہ کتاب (قرآن مجید) اس میں کچھ شک نہیں (کہ کلام خدا ہے، خدا سے) ڈرنے والوں کی رہنما۔“

کو پڑھتا ہے اور اس پر ایمان ویقین رکھتا ہے۔

وہ ان خدا بے زار بلکہ اس کی ذات عالی کا مذاق اڑانے والی قوموں کی خوشحالی، عیش وآرام اور بے لگام زندگی کو دیکھ کر اس کی طرف اپنے دینی اصول واحکام اپنے محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق وکردار مخلوق خدا پر رحمت کے انمٹ نقوش کے ہوتے ہوئے بھی یہ کہہ کر ان کی طرف بڑھے اور ان کی نقل کرے کہ ہم اس کے بغیر ترقی نہیں کرسکتے، وہ ترقی جس کے بارے میں وہ مالک بہت وضاحت کے ساتھ دو، دو چار کی طرح کہہ رہا ہے:

”وَإِذَا أَرَدْنَا أَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنَاهَا تَدْمِيْرًا۔“ (بنی اسرائیل:۱۶)

ترجمہ: ”اور جب ہمارا ارادہ کسی بستی کے ہلاک کرنے کا ہوا تو وہاں کے آسودہ لوگوں کو (فواحش پر) مامور کردیا تو وہ نافرمانیاں کرتے رہے پھر اس پر (عذاب کا) حکم ثابت ہوگیا اور ہم نے اسے ہلاک کرڈالا۔“

مالک نے یہ کہا ہی نہیں ہے بلکہ اس ارشاد کے نمونے بھی اوپر ذکر کئے جاچکے ہیں، اس کے بعد مسلمان دھوکا کھائے ادھر بڑھے اور لپکے کتنی نادانی کی بات اور خسارہ کا سودا ہے، آج کتنے روشن خیال مسلمان اس دھوکے میں اپنے دین وایمان کی پونجی سے محروم اور ان ضال ومضل قوموں کی خدائی ڈھیل و مہلت کو دیکھ کر بالکل اس طرح دھوکا کھا رہے ہیں جس طرح پیاس کا مارا صحرا کی ریت کو دور سے پانی کی طرح چمکتے ہوئے دیکھ کر اس کی طرف بڑھے اور

جب وہاں پہنچے تو پانی کے بجائے تپتی ہوئی ریت ملے اور وہ پیاس سے دم توڑ دے، قرآن کریم اس کی کتنی سچی اور آئینہ کی طرح روشن تصویر پیش کرتا ہے، جس سے ان منکر قوموں کی ناکام اور بے معنی زندگی کا نقشہ سامنے آجاتا ہے:

”وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۭ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَاۗءً حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـًٔا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ“ (النور:۳۹)

ترجمہ: جن لوگوں نے کفر کیا ان کے اعمال (کی مثال ایسی ہے) جیسے میدان میں ریت، کہ پیاسا اسے پانی سمجھے، یہاں تک کہ جب اس کے پاس آئے تو اسے کچھ بھی نہ پائے اور خدا ہی کو اپنے پاس دیکھے تو وہ اس کا حساب پورا پورا چکا دے اور خدا جلد حساب کرنے والا ہے۔“

کیا یہ واقعہ نہیں کہ موجودہ متمدن دنیا اپنی ساری ترقیوں کے باوجود دلی سکون وچین دینے سے بالکل دیوالیہ ہے، کیا کھلی آنکھوں کی چیزیں بڑھتی جارہی ہیں، لوٹ مار، قتل وغارت گری، بے حیائی اور فحش کاری ایسی کہ جانور بھی شرمائے روز بروز بڑھتی جارہی ہے، ان کھلی ہوئی تباہ کاریوں کے باوجود کیا حیرت کی بات نہیں کہ ایک مسلمان جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن وحدیث اور سیرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں صحیفۂ شفا سے نوازا ہے وہ بھی آنکھیں بند کرکے ان چیزوں کی طرف بڑھے اور ان کے اپنانے پر فخر محسوس کرے، اس کا نتیجہ یہ سامنے آرہا ہے کہ دنیا پرستی کی دوڑ میں کتنے مسلمانوں کا حال یہ ہورہا ہے کہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ کے الفاظ میں:

”یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود“

اخلاقی زوال کے ساتھ ساتھ ایسے لوگوں میں غیرمسلموں کی طرح بکثرت خودکشی کے واقعات ہورہے ہیں۔ جب دین اسلام نے قرآن وحدیث اور مومنین مخلصین نے دنیا حاصل کرنے اور اس کی پاکیزہ چیزوں کو برتنے اور آرام وراحت کی زندگی گزارنے کے نہ صرف سنہرے ضابطے بیان کئے ہیں بلکہ اس کی مثالیں بھی پیش کردی ہیں اور اس وقت بے شمار ایسے خوشحال وخوش اطوار مسلمانوں کی مثالیں بھی موجود ہیں جو نہ صرف راحت کی زندگی گزار رہے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشی کے کاموں میں اپنے مال کو لگا کر غریبوں، محتاجوں، یتیموں اور بیوؤں کی دعا اس طرح لے رہے ہیں کہ ان کے روئیں روئیں سے ان کے لئے دعا نکلتی ہے جس سے اللہ تعالیٰ اس دنیا میں بھی ان کے مال و عزت کو برابر بڑھاتا جاتا ہے۔

”اور آخرت میں جو کچھ ملے گا وہ تو ایسا ہوگا کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور کان نے سنا ہوگا نہ ہی کسی انسان کے خیال وگمان میں آیا ہوگا۔“

”مالا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر“ اب ہم ایک غریب، مسکین مسلمان کے ایمان کی مضبوطی کا واقعہ بیان کرکے سلسلۂ کلام ختم کرتے ہیں کہ شاید وہ دین سے دور بندۂ مومن کو روشنی دکھانے کا کام دے اور دنیا کے مزے میں بدمست منکرین خدا کی خوشحالی کی حقیقت سامنے کردے۔

واقعہ اس طرح بیان ہوا ہے کہ: ایک غریب مسلمان اور ایک دیوی دیوتا کا پجاری مچھلی کے شکار کو گئے، مسلمان بسم اللہ کرکے کانٹا یا جال پانی میں پھینکتا لیکن مچھلی نہ پھنستی، پورا دن گزر گیا اور اس کو ایک مچھلی بھی نہ ملی، دوسرا شخص اپنے دیوتا کا نام لے کر جال ڈالتا اور ہر بار مچھلی پھنستی حتیٰ کہ شام تک مچھلی کا ڈھیر لگ گیا، اس منظر کو دیکھ کر مسلمان کے دل میں قطعاً یہ خیال نہ آیا کہ وہ اپنے مالک کا باغی بن کر دیوتا کے نام پر جال ڈالے، شام کو جب گھر واپسی کا وقت ہوا تو پجاری نے کہا: ہماری مچھلیاں گھر تک پہنچانے کی مدد کرو، تمہارے بچوں کے کھانے کے لئے مچھلی دے دوں گا، تم تو خالی ہاتھ ہو۔

حکایت میں منقول ہے کہ فرشتوں نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا: اللہ تعالیٰ! آپ نے منکر و باغی کو اس طرح نوازا اور اپنے مومن بندہ کو اس طرح محروم رکھا اس میں کیا راز ہے؟ جواب ملا: اپنے منکر کی ہر کامیابی پر جہنم میں اس کے عذاب کی سختی بڑھاتا جارہا تھا اور اپنے مومن بندے کی اس استقامت اور منکر کی کامیابی کو دیکھتے ہوئے بھی ایمان پر جمے رہنے کے بدلہ میں جنت میں اس کا درجہ بڑھاتا جارہا تھا۔

ہر ابتلا وآزمائش کے وقت دین وایمان پر جمے رہنا ہی مومن کی شان ہے، مسلم شریف کی روایت ہے کہ حضرت سفیان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کے بارے میں ایسی جامع بات فرمادیجئے کہ آپ کے بعد پھر کسی اور سے اس کے بارے میں نہ سوال کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہو میں اللہ پر ایمان لایا، پھر اسی پر جم جاؤ: قل آمنت باللّٰہ ثم استقم۔

حکایت میں مذکور ایک نادار غریب بندہ مومن کا ایمان پر ثابت قدم رہنا ہمارے لئے کتنا بڑا سبق ہے۔ ذاتی نفع وفائدہ کے حصول کے لئے موجودہ ماحول میں بہت سے مسلمانوں کا کیا حال ہورہا ہے؟ اللہ تعالیٰ ہی اپنے فضل وکرم سے ہمیں ہمت وحوصلہ دیں اور ہماری عبرت کی آنکھیں کھول دیں کہ اس کے علاوہ کسی کے بس میں کچھ نہیں!!!

☆☆..........☆☆

زمانہ نبوی کے

گستاخانِ رسالت کا عبرتناک انجام

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

دوسری قسط

آپ کی استہزاء کرنے والوں کا عبرتناک انجام:

محبوب خدا، فخر دو جہاں سیّد المرسلین رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ شریف کے طواف میں مصروف ہیں، سردار کائنات کی سردار ملائکہ سے ملاقات ہوئی، آپ نے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام سے کافر لوگوں کے استہزاء اور تمسخر کی شکایت فرمائی اتنے میں ولید سامنے سے گزرا، محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ ولید ہے۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ولید کی شہ رگ کی طرف اشارہ کیا، محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: جبرائیل تونے کیا کیا؟

جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ولید سے کفایت کیے گئے، اتنے میں اسود بن مطلب وہاں سے گزرا محسن کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ اسود بن مطلب ہے۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس کی آنکھوں کی طرف اشارہ کیا، محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کیا کیا؟

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا: اللہ کے پاک پیغمبر آپ اسود بن مطلب سے کفایت کیے گئے، اس کے بعد اسود بن عبد یغوث کا وہاں سے گزر ہوا، حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس کے سر کی طرف اشارہ کیا، آپ نے ارشاد فرمایا: جبرائیل یہ کیا کیا؟

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی: آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم آپ اس سے کفایت کیے گئے، اس کے بعد حارث گزرا، حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس کے پیٹ کی طرف اشارہ کیا خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جبرائیل یہ کیا کیا؟

جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی، سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اس سے کفایت کیے گئے، اس کے بعد عاص بن وائل گزرا، حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس کے پیر کے تلوؤں کی طرف اشارہ کیا، آپ کے پوچھنے پر عرض کیا: محبوب آقا آپ اس سے کفایت کیے گئے۔

☆......ولید کا قصہ یوں ہوا کہ ولید ایک مرتبہ قبیلہ خزرج کے ایک شخص کے پاس سے گزرا جو تیر بنا رہا تھا، اتفاق سے اس کے کسی تیر پر ولید کا پاؤں پڑ گیا، جس سے خفیف سا زخم ہوگیا، اس زخم کی طرف اشارہ کرتا تھا کہ خون جاری ہوگیا، ولید زخم کو روتا پیٹتا مر گیا۔

☆......اسود بن مطلب کا حال یوں ہوا کہ ایک کیکر کے درخت کے نیچے جاکر بیٹھا ہی تھا کہ اپنے لڑکوں کو زور زور سے بلانا شروع کردیا کہ مجھے بچاؤ، مجھے بچاؤ! میری آنکھوں میں کوئی شخص کانٹے چبھا رہا ہے، لڑکوں نے پریشان ہوکر کہا کہ ہمیں تو کوئی نظر نہیں آتا، اسود بن مطلب بچاؤ، بچاؤ! چلاتے چلاتے اندھا ہوگیا۔

☆......اسود بن یغوث پر یہ گزری کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کا اس کے سر کی طرف اشارہ کرنا تھا کہ سر میں پھوڑے اور پھنسیاں نکل پڑیں اور اسی اذیت میں تڑپ تڑپ کر مر گیا۔

☆......حارث کا انجام تو بڑا عبرتناک ہوا کہ دفعتاً پیٹ میں ایسی بیماری پیدا ہوئی کہ منہ سے پاخانہ آنے لگا، جس طرح مرزا قادیانی دجال کے دونوں راستوں سے نجاست نکل رہی تھی اسی حالت میں جہنم واصل ہوا۔

☆......عاص بن وائل کا حشر یہ ہوا کہ وہ گدھے پر سوار ہوکر طائف جا رہا تھا کہ راستے میں گدھے نے کود کر کہا: جا کم بخت دفع ہو، مجھ پر کیوں چڑھ بیٹھا، گدھے نے اس کو نیچے پھینک دیا اور وہ کسی خاردار گھاس پر جا گرا جس سے اس کے پاؤں میں ایک معمولی سے کانٹے کا زخم اس قدر شدید ہوا کہ جانبر نہ ہوسکا اور یونہی ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر گیا۔

ابوجہل کا دو نو عمر لڑکوں کے ہاتھوں قتل:

ابوجہل، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت جانی دشمن تھا، وہ اسلام سے نفرت کرنے اور مسلمانوں کی تضحیک کرنے میں پیش پیش رہتا، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جسمانی اذیت شدید درد اور ذہنی رنج پہنچانے والوں کا سرغنہ تھا وہ ابوجہل ہی تھا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر غلاظت پھینکنے کا ناقابل یقین امتیاز حاصل تھا، اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی سازش بھی کی، اس نے جنگ بدر میں بھی شرکت کی، جس میں وہ ہلاک ہوا دو انصاری بھائیوں معوذ اور معاذ نے اس شریر النفس انسان کو ختم کردینے کی قسم کھا رکھی تھی۔

ابن ہشام نے تحریر کیا ہے:

''ایک روز ابوجہل مکہ والوں کو خطاب کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بڑے سنگین الزام لگا رہا تھا، جن کے نتیجے میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ختم کردینے کا فیصلہ کر چکا تھا، اس نے کہا: میں نے ایک بھاری پتھر سے کام تمام کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے۔ پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کرنے لگا کہ کل جب وہ نماز کے لئے آئیں گے تو میں اس سے ان کی کھوپڑی پاش پاش کردوں گا، لوگوں نے جواب دیا کہ وہ اس منصوبے کی تائید کرتے ہیں اور جو کچھ بھی ہو اول سے لے کر آخری آدمی تک اس کا ساتھ دیں گے، دوسری صبح ابوجہل نے پتھر اٹھا اور کعبے کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کرنے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور نماز کے لئے کھڑے ہوگئے جب کہ قریش تھوڑے فاصلے پر بیٹھ گئے، دکھاوا تو ان کا یہ تھا کہ وہ اپنے معمولات میں مصروف ہیں، لیکن درحقیقت وہ اس فعل کو دیکھنے کے لئے انتظار کر رہے تھے کہ ابوجہل کیا کرے گا؟ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں گئے تو ابوجہل نے پتھر اٹھایا اور ان کی طرف گیا لیکن جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک پہنچا تو اچانک خوفزدہ ہوگیا جیسے کہ اس نے کوئی غیر معمولی منظر دیکھا ہو وہ خوف سے کانپتے ہوئے واپس مڑا اور اس نے پتھر پھینک دیا۔ تب ابوجہل قریش کے مجمع کی طرف بھاگا جنہوں نے طے شدہ منصوبے کی اس اچانک تبدیلی کی جستجو میں اس سے پوچھا کہ کیا ہوا؟ اس نے بتایا کہ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک پہنچا تو ایک سانڈھ کہیں سے نمودار ہوا اور اس کا راستہ روک لیا، اس نے قسم کھائی کہ اس نے اس سے قبل کسی سانڈھ کا ایسا سر، کاندھے اور دانت دوسرے اعضاء کی طرح کوئی چیز کبھی نہیں دیکھی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ اسے چبا جائے گا بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس واقعے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام سانڈھ کے روپ میں آئے تھے اور اگر ابوجہل اور نزدیک آتا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اسے پوری طرح تباہ وبرباد کردیا ہوتا۔

آپ ﷺ کو ابتر کہنے والے مشرکین کا عبرتناک انجام:

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے چار صاحبزادیوں کے علاوہ آپ کے دو بیٹے قاسم اور عبداللہ بھی تھے، دونوں ہی کمسنی میں فوت ہوگئے، حضرت قاسمؓ کے بعد حضرت عبداللہؓ نے وفات پائی تو مشرکین مکہ نے انتہائی کمینگی کا مظاہرہ کیا اور تعزیت کرنے کے بجائے خوشی منائی اور ذہنی اذیت دینے کے لئے آپ کو ابتر یعنی ''مقطوع النسل'' کہنا شروع کردیا۔

مکہ کے ایک سردار عاص بن وائل سہمی نے حضرت عبداللہؓ کے انتقال کی خبر سن کر کہا: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ابتر ہوگیا ہے اس کا کوئی بیٹا نہیں جو اس کا قائم مقام بنے جب وہ مرجائے گا تو اس کا نام دنیا سے مٹ جائے گا۔ آپ کا چچا ابولہب جو آپ کا ہمسایہ تھا وہ تو آپ کے صاحبزادے کے انتقال کی خبر سن کر دوڑتا ہوا مشرکین کے پاس گیا اور ان کو خوشخبری دی کہ آج رات محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ''ابتر'' ہوگیا ہے، ابوجہل اور عقبہ بن ابی معیط نے بھی ایسے ہی کمینے پن کا مظاہرہ کیا۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے سورۂ کوثر نازل فرمائی:

''اے نبی! ہم نے تمہیں کوثر عطا کی، پس تم اپنے رب کے لئے نماز پڑھو اور قربانی کرو، تمہارا دشمن ہی ابتر ہے۔''

آج ڈیڑھ ارب انسان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا ہیں اور کرۂ ارض پر ایک لمحہ بھی ایسا نہیں گزرتا جب آپ پر درود وسلام نہ پڑھا جارہا ہو اس کے برعکس آپ کو ابتر کہنے والے بے نام ونشان ہوکر رہ گئے۔ اگر ان میں سے کسی کی اولاد دنیا میں باقی رہی بھی ہے تو کوئی یہ نہیں جانتا کہ ابوجہل، ابولہب، عاص بن وائل، عقبہ بن ابی معیط وغیرہ کی اولاد میں سے ہے اور اگر جانتا بھی ہو تو وہ یہ کہنے کو تیار نہیں کہ اس کے اسلاف یہ لوگ تھے۔ تاریخ نے ثابت کردیا کہ ابتر آپ نہیں بلکہ آپ کے دشمن ہی تھے اور ہیں۔

حضور ﷺ پر ناانصافی کا الزام لگانے والے کا قتل:

حضرت سعید بن یحییٰؒ نے اپنے مغازی میں حضرت شعبیؒ سے روایت کی ہے کہ جب مکہ فتح ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو العزیٰ کی دولت ایک جگہ جمع کی اور لوگوں کو اپنا حصہ وصول کرنے کے لئے بلایا، تقسیم کے اختتام پر ایک شخص نے کھڑے ہوکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تقسیم میں انصاف و عدل نہ کرنے کا الزام لگایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں عادل نہیں ہوں تو اور کون ہوگا؟ جب وہ مجمع سے چلا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کو بلا کر حکم دیا کہ وہ جا کر اس آدمی کی گردن ماردیں جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناانصافی کا قصوروار اور ملزم ٹھہرایا تھا۔

شاتم رسول باپ کا اپنے بیٹے صحابیؓ کے ہاتھوں قتل:

حضرت سفیان الثوریؒ نے مالک بن عمیر سے روایت کی کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا: یارسول اللہ! میں نے اپنے باپ کو مشرکوں کی مجلس میں آپ کو گالی دیتے اور آپ کے لئے بدزبانی کرتے ہوئے سنا، میں اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکا اور اس کو نیزہ مار کر ہلاک کردیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بے حرمتی کرنے والے باپ کی ہلاکت کی منظوری دی۔

حضرت خالد بن ولیدؓ اور زبیر بن عوامؓ کے ہاتھوں گستاخ رسول کا انجام:

ا:... حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک مشرک کو جو عادتاً رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بے عزتی کرتا اور انہیں گالیاں دیتا رہتا تھا، موت کا سزاوار ٹھہرایا گیا، آپ نے ایک بار اپنے صحابہ کرامؓ سے پوچھا: میری خاطر اس آدمی کو کون ٹھکانے لگائے گا؟ حضرت زبیر بن عوامؓ نے کھڑے ہوکر کہا: یارسول اللہ! میں یہ کام کروں گا۔ وہ تعمیل حکم کے لئے چلے گئے جب وہ کافر کتا ہلاک ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مشرک کی تمام مملوکہ اشیاء حضرت زبیر بن عوامؓ کو دے دیں۔

۲:... حضرت عبدالرزاق نے بیان کیا، ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیا کرتا تھا، ایک روز آپ نے اپنے صحابہ کرامؓ سے پوچھا: تم میں سے کون میرے دشمن کو موت کے گھاٹ اتارے گا؟ حضرت خالدؓ نے کھڑے ہوکر کہا: یارسول اللہ! یہ کام میں کروں گا، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس حکم کی تعمیل کے لئے روانہ کیا اور وہ کامیاب ہوئے۔

توہین رسالت کے مرتکب نو بھائیوں کا قتل:

یوم اوطاس کو حضرت ابو عامر الاشعریؓ دس آدمیوں سے ملے جو سب کے سب بھائی تھے، وہ سب توہین رسالت جیسے ذمیمی جرم کے لئے معروف تھے، انہوں نے حضرت ابو عامرؓ پر حملے شروع کردیے، لیکن وہ بہادری سے لڑے اور نو کو قتل کردیا۔ جب وہ آخری بھائی سے برسرپیکار ہوئے اور ساتھ ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ سے مدد کی اس طرح دعا کی: ”اے اللہ! میری اس آخری دشمن کے خلاف بھی ایسی مدد فرما جیسے باقی نو کے خلاف فرمائی۔“ ابو عامرؓ کی دعا سن کر آخری زندہ بھائی زور سے بولا: اے اللہ! میرے خلاف تصدیق مت کر، یہ سن کر ابو عامرؓ نے اس کو جانے دیا بعد میں وہ مسلمان ہوگیا اور اس نے اسلام کی خوب خدمت کی۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے دیکھا کرتے تو فرماتے: ”یہ ابو عامرؓ کے خلاف کشمکش میں سے باقی ماندہ ہے کہ اسلام کی پاک تحریک کی خدمت گزاری کرے۔“

حضرت سعد بن معاذؓ کے ہاتھوں ایک شاتم رسول کی موت:

ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت پر الزام دھرتا، بے سروپا باتیں ان سے منسوب کرتا اور ان کے جذبات کو مجروح کرتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو بلاکر دریافت کیا: تم میں سے کون ہے جو اس کفر گو سے جو میرے اہل بیت پر الزام لگا کر مجھے اذیت پہنچاتا ہے مجھے نجات دلائے؟ حضرت سعد بن معاذؓ کھڑے ہوگئے اور کہا: یارسول اللہ! میں یہ کام کروں گا، چنانچہ انہوں نے اس آدمی کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

(جاری ہے)

گلشن کے پھول

[illegible]

نمبر شمار	نام کورس	قیمت فی کورس	نمبر شمار	نام کورس	قیمت فی کورس	نمبر شمار	نام کورس	قیمت فی کورس
1	[illegible]	1000	11	[illegible]	2000	21	[illegible]	3000
2	[illegible]	1500	12	[illegible]	3000	22	[illegible]	3000
3	[illegible]	1500	13	رسولیاں	3000	23	یرقان	5000
4	[illegible]	1500	14	رعشہ	3000	24	[illegible]	10000
5	[illegible]	2000	15	امراض مردانہ	3000	25	[illegible]	20000
6	[illegible]	1000	16	[illegible]	2000	26	دبلا پن	3000
7	[illegible]	1500	17	[illegible]	3000	27	کمی خون	3000
8	[illegible]	1500	18	[illegible]	3000	28	دل میں سوراخ	5000
9	[illegible]	1500	19	[illegible]	3000	29	جنون	5000
10		2000	20	ٹی بی	3000	30	لیکوریا	10000

☆ کورسز بذریعہ ڈاک منگوانے کے لیے رقم پیشگی بھیجیں۔
☆ ملاقات کرنے کے لیے فون پر پہلے وقت لے لیں۔
☆ شناختی کارڈ نمبر: 35103-1466875-3
☆ اکاؤنٹ نمبر حبیب بنک (عمرآباد)
13487900227901
☆ اکاؤنٹ نمبر میزان بنک (چونیاں)
7001-0101053034
☆ اکاؤنٹ نمبر UBL اومنی: 0345-7545119
☆ ای میل:
hakeemakarim_bhatti@yahoo.com

حکیم عبدالکریم بھٹی، نئی منڈی حبیب آباد، تحصیل چونیاں، ڈویژن لاہور۔ فون: 0321-7545119,0345-7545119

مرزا صاحب کی پیشگوئیاں

چوتھی قسط

مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ

دوسری پیشگوئی ڈاکٹر عبدالحلیم خاں صاحب کے متعلق:

ڈاکٹر عبدالحکیم خاں صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ بیس سال تک مرزا صاحب کے ارادت مند مرید رہے۔ بعدہ مرزا صاحب کی بطالت ان پر واضح ہوگئی تو انہوں نے مرزائیت سے توبہ کرکے مرزا صاحب کی تردید میں چند رسالے لکھے۔ مرزا صاحب بھی ان کے سخت خلاف ہوگئے۔ بالآخر دونوں نے ایک دوسرے کے خلاف موت کی الہامی پیشگوئیاں شائع کیں، اس کے متعلق مرزا صاحب کے اشتہار کا اقتباس نقل کیا جاتا ہے، وہ لکھتے ہیں:

خدا سچے کا حامی ہو

"میاں عبدالحکیم خاں صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ نے میری نسبت یہ پیشگوئی کی ہے.... اس کے الفاظ یہ ہیں: مرزا کے خلاف ۱۲ر جولائی ۱۹۰۶ء کو یہ الہامات ہوئے ہیں: "مرزا مسرف کذاب اور عیار ہے، صادق کے سامنے شریر فنا ہوجائے گا اور اس کی معیاد تین سال بتائی گئی ہے۔" اس کے مقابل پر وہ پیشگوئی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے میاں عبدالحکیم خاں صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ کی نسبت مجھے معلوم ہوئی جس کے الفاظ یہ ہیں: "خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں اور وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں، ان پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔"

فرشتوں کی کھینچی ہوئی تلوار: تیرے آگے ہے پر تو نے وقت کو نہ پہچانا، نہ دیکھا، نہ جانا (رب فرق بین صادق و کاذب انت تری کل مصلح و صادق، مجموعہ اشتہارات، ص:۵۵۹،۵۶۰،ج:۳)

اس کے بعد ڈاکٹر عبدالحکیم خاں صاحب نے ایک اور الہام شائع کیا کہ جولائی ۱۹۰۷ء سے ۱۴ ماہ تک مرزا مرجائے گا، اس کے جواب میں مرزا صاحب نے ایک اشتہار بعنوان تبصرہ، ۵ر نومبر ۱۹۰۷ء کو شائع کیا، اس کی پیشانی پر یہ عبارت درج کی:

"ہماری جماعت کو لازم ہے کہ اس پیشگوئی کو خوب شائع کریں اور اپنی طرف سے چھاپ کر مشتہر کریں اور یادداشت کے لئے اشتہار کے طور پر اپنے گھر کی نظرگاہ میں چسپاں کریں۔" (مجموعہ اشتہارات، ص:۵۸۵،ج:۳)

یہ اشتہار جو سراسر لاف وگزاف سے پُر تھا، اس کو اپنے تمام اخباروں میں شائع کرایا، مختلف شہروں میں مرزائیوں نے علیحدہ چھپوا کر بھی بکثرت شائع کیا، اس کے چند فقرات حسب ذیل ہیں:

"اپنے دشمن کو کہہ دے کہ خدا تجھ سے مواخذہ لے گا.... میں تیری عمر کو بڑھادوں گا، یعنی دشمن جو کہتا ہے کہ: "جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ مہینے تک تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں یا ایسا ہی جو دوسرے دشمن پیشگوئی کرتے ہیں، ان سب کو میں جھوٹا کروں گا اور تیری عمر کو میں بڑھادوں گا، تاکہ معلوم ہو کہ میں خدا ہوں اور ہر ایک امر میرے اختیار میں ہے۔" یہ عظیم الشان پیشگوئی ہے جس میں میری فتح اور دشمن کی شکست اور میری عزت اور دشمن کی ذلت اور میرا اقبال اور دشمن کا ادبار بیان فرمایا ہے اور دشمن پر غضب اور عقوبت کا وعدہ کیا ہے، مگر میری نسبت لکھا ہے کہ دنیا میں تیرا نام بلند کیا جائے گا اور نصرت اور فتح تیرے شامل حال ہوگی اور دشمن جو میری موت چاہتا ہے وہ خود میری آنکھوں کے روبرو اصحاب الفیل کی طرح نابود اور تباہ ہوگا۔"

(مجموعہ اشتہارات، ص:۵۹۱،ج:۳)

اس کے بعد ڈاکٹر عبدالحکیم خاں صاحب نے اپنا اور الہام شائع کیا کہ: "مرزا مورخہ ۴ر اگست ۱۹۰۸ء تک مرجائے گا۔" (دیکھو چشمہ معرفت، مصنفہ مرزا صاحب ص:۳۲۱،۳۲۲، روحانی خزائن ص:۳۳۷،ج:۲۳)

نتیجہ یہ ہوا کہ ڈاکٹر صاحب کی پیشگوئیوں کے مطابق مرزا صاحب نے ۲۶ر مئی ۱۹۰۸ء کو اگلے جہان کی طرف کوچ کردیا اور ان کے الہام کنندہ کے سب وعدے فتح ونصرت کے غلط نکلے۔

تیسری پیشگوئی مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری کے متعلق:

مرزا صاحب آنجہانی نے مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری کے متعلق ۱۵ر اپریل ۱۹۰۷ء کو ایک اشتہار ان الفاظ میں شائع کیا:

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے ساتھ آخری فیصلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

یستنبونک احق ہو قل ای وربی انہ الحق

بخدمت جناب مولوی ثناء اللہ صاحب،
السلام علیٰ من اتبع الہدیٰ! مدت سے آپ کے پرچہ اہلحدیث میں میری تکذیب وتفسیق کا سلسلہ جاری ہے، ہمیشہ مجھے آپ اپنے پرچہ میں مردود، کذاب، دجال، مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری وکذاب اور دجال ہے اوراس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افتراء ہے، میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اورصبر کرتا رہا مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کے لئے مامور ہوں اور آپ بہت سے افتراء میرے پر کرکے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے ان گالیوں اور ان تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں کہ جن سے بڑھ کرکوئی لفظ سخت نہیں ہوسکتا۔ اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہوجاؤں گا، کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہوجاتا ہے اوراس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے، تاکہ خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اوراگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ آپ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے، پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے، جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں، تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں، یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیشگوئی نہیں، بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر وقدیر جو علیم وخبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افتراء ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افتراء کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک! میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کردے۔ آمین۔ مگر اے میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے، حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر، مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے، بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین یارب العالمین۔

میں ان کے ہاتھ سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گزر گئی، مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں، جن کا وجود دنیا کے لئے سخت نقصان رساں ہوتا ہے اور انہوں نے ان تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت "لا تقف مالیس لک بہ علم" پر بھی عمل نہیں کیا اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بدآدمی ہے، سو ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بداثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ انہی تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے، جو تو نے اے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے، اس لئے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں درحقیقت مفسد اور کذاب ہے، اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھالے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر، اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر: آمین ثم آمین۔" ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین. آمین" بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں، اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔"

(الراقم عبداللہ الصمد میرزا غلام احمد مسیح موعود، عافاہ اللہ وایدہ)

(مرقوم یکم ربیع الاول ۱۳۲۵ھ، ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء، مجموعہ اشتہارات ص:۵۷۹)

اس اشتہار کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب نے یہ پیشگوئی بطریق دعا شائع کی بلکہ اس کے ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ اس دعا کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالیا ہے، مرزا صاحب کے الفاظ یہ ہیں:

"دنیا کے عجائبات ہیں رات کو ہم سوتے ہیں تو کوئی خیال نہیں ہوتا کہ اچانک ایک الہام ہوتا ہے اور پھر وہ اپنے وقت پر پورا ہوتا ہے، کوئی

ہفتہ عشرہ نشان سے خالی نہیں جاتا، ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے، یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ ایک دفعہ ہماری توجہ اس کی طرف ہوئی اور رات کو توجہ اس کی طرف تھی اور رات کو الہام ہوا اجیب دعوۃ الداع صوفیا کے نزدیک بڑی کرامت استجابت دعا ہے، باقی سب اس کی شاخیں۔" (اخبار بدر، ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء، ملفوظات ص:۲۶۸، ج:۹)

مرزا صاحب نے اپنے اشتہار میں محض دعا کے ذریعہ سے فیصلہ چاہا ہے، چنانچہ آپ کے الفاظ ہیں: "محض دعا کے طور پر خدا سے فیصلہ چاہا ہے۔" اخیر اشتہار میں آپ تحریر فرماتے ہیں: "اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔"

پس مرزا صاحب نے اپنی اس دعا اور پیشگوئی کے مطابق ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کو بمرض ہیضہ ہلاک ہوکر حسب اقرار خود اپنا مفسد، کذاب اور مفتری ہونا دنیا پر ثابت کردیا، کسی نے کیا خوب کہا ہے:

لکھا تھا کاذب مرے گا پیشتر
کذب میں پکا تھا پہلے مرگیا

چوتھی پیشگوئی عالم کباب کے متعلق:

مرزا صاحب نے اپنا الہام بیان کیا ہے:

(۱) بشیر الدولہ، (۲) عالم کباب، (۳) شادی خاں، (۴) کلمۃ اللہ خاں (نوٹ از مرزا صاحب) بذریعہ الہام الٰہی معلوم ہوا کہ میاں منظور محمد صاحب کے گھر میں یعنی محمدی بیگم کا ایک لڑکا پیدا ہوگا، جس کے یہ نام ہوں گے، یہ نام بذریعہ الہام الٰہی معلوم ہوئے۔

(البشریٰ، ج:۲، ص:۱۱۶)

نیز مرزا صاحب نے کہا کہ میاں منظور محمد صاحب کے اس بیٹے کا نام جو بطور نشان ہوگا بذریعہ الہام الٰہی مفصلہ ذیل معلوم ہوئے:

"(۱) کلمۃ العزیز، (۲) کلمۃ اللہ خان، (۳) وارڈ، (۴) بشیر الدین، (۵) شادی خان، (۶) عالم کباب، (۷) ناصر الدین، (۸) فاتح الدین، (۹) ہذا یوم مبارک۔"

(تذکرہ، ص:۶۲۶، ۶۲۷، طبع سوم)

مرزا صاحب کی اس پیشگوئی کے شائع ہوجانے کے بعد میاں منظور محمد کی بیوی محمدی بیگم فوت ہوگی حالانکہ مرزا نے کہا تھا۔ ضرور ہے کہ خدا اس لڑکے کی والدہ کو زندہ رکھے جب تک یہ پیشگوئی پوری ہو۔ (تذکرہ، ص:۶۲۲، طبع:۳) "عالم کباب صاحب" دنیا میں تشریف فرما نہ ہوئے لہٰذا مرزا صاحب کی یہ الہامی پیشگوئی سرے سے غلط اور جھوٹ ثابت ہوئی۔

مرزائیو! کہہ دو کہ محمدی بیگم کے ظلی، بروزی اور روحانی بیٹا پیدا ہوگیا تھا، اصلی بیٹا قیامت کے دن تشریف لائے گا، اس لئے ہمارے مجدد اور ظلی، بروزی نبی کی بیان کردہ پیشگوئی سچی نکلی۔ (جاری ہے)

.....اور وہ انگریز خاتون مسلمان ہوگئی!

ایک مسلمان طالب علم لندن میں تعلیم حاصل کررہا تھا، وہ جس مکان میں مقیم تھا اس میں ایک انگریز خاتون رہتی تھی اور وہاں مختلف ممالک کے طلبا بھی مقیم تھے۔ یہ عورت ان سب طلبا کے کپڑے دھونے کا بھی انتظام کرتی تھی، ایک مرتبہ اس خاتون نے مسلمان طالب علم سے کہا: کہ کیا آپ کو میرے کپڑے دھونے پر بھروسہ نہیں ہوتا؟

طالب علم نے جواب دیا: کیوں نہیں! مجھے بھروسہ ہے کہ آپ کپڑے صحیح دھوتی ہیں، خاتون نے پوچھا: پھر آپ اپنے کپڑے خود دھوکر میرے حوالے کرتے ہیں؟ طالب علم نے کہا: اگر مجھے کپڑے خود دھونے ہوتے تو میں آپ کے حوالے کیوں کرتا؟ واقعہ یہ ہے کہ میں اپنے کپڑے دھوکر آپ کو نہیں دیتا، ویسے ہی دے دیتا ہوں۔

خاتون نے کہا: پھر یہ کیا بات ہے کہ مجھے دوسرے لوگوں کے کپڑے میں طرح طرح کے دھبے اور بدبو محسوس ہوتی ہے، لیکن آپ کے کپڑوں پر کبھی ایسی کوئی چیز نہیں ملی؟

طالب علم نے جواب دیا: محترمہ! میں مسلمان ہوں، میرا دین مجھے پاکی اور نظافت کا حکم دیتا ہے، اگر میرے کپڑے پر پیشاب کا قطرہ بھی پھیل جائے تو ایسی حالت میں اس وقت تک نماز نہیں پڑھ سکتا جب تک اسے دھو نہ لوں، اس لئے میرے کپڑوں میں کوئی ناپاک چیز نہیں رہ سکتی اور جب کپڑے اتارتا ہوں تو وہ پاک صاف ہوتے ہیں۔

انگریز خاتون بولی: تمہارا اسلام اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں کی بھی تعلیم دیتا ہے؟

طالب علم نے کہا: "رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہر وقت یاد رکھیں، چنانچہ جب میں بیت الخلا جاتا ہوں تو پہلے ایک دعا پڑھتا ہوں، نکلتا ہوں تو دوسری دعا پڑھتا ہوں، جب نئے کپڑے پہنتا ہوں تب بھی دعا پڑھتا ہوں، اسی طرح کھانا کھانے، گھر سے نکلنے، سونے جاگنے اور زندگی کے ہر اہم کام کے موقع پر ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعائیں سکھائی ہیں، وہ پڑھتا ہوں تاکہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ میرا تعلق مضبوط رہے، کیونکہ یہ تعلق ہی صحیح راستے کی طرف میری ہدایت کرتا ہے اور مجھے ایسے کاموں سے باز رکھتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہوں۔ انگریز خاتون کو اس نوجوان کی یہ باتیں بڑی عجیب مگر بڑی دلکش محسوس ہوئیں، اس کے بعد اس نوجوان کی نشست و برخاست، اس کے رہن سہن اور عادت واطوار غور سے دیکھتی رہی اور اس کی تہذیب، اس کی شائستگی، اس کی پاکیزگی، اس کی عفت اور فضولیات سے اس کے اجتناب نے رفتہ رفتہ اس خاتون کے دل میں اسلام کے لئے ایک جستجو پیدا کردی، وہ اس نوجوان سے اسلامی تعلیمات کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرتی رہی، یہاں تک کہ اسلام کی حقانیت اس کے دل میں گھر کرگئی، حق کے نور نے اس کے دل کو بھی منور کردیا، وہ نہ صرف یہ کہ خود مسلمان ہوئی بلکہ اپنے خاندان کے متعدد افراد کو بھی مسلمان کرلیا۔

قادیانی جماعت

ایک سابق قادیانی کی نظر میں!

(پروفیسر صاحب کی یہ تحریر اگست ۲۰۰۰ء کے حالات وواقعات کے پس منظر میں پڑھی جائے)

پروفیسر منور احمد ملک

ہندوستان کے ضلع گورداسپور میں ایک قصبہ اسلام پور ہوا کرتا تھا۔ جہاں کی آبادی میں نمایاں قاضی برادری تھی چنانچہ اس کا نام اسلام پور قاضی پڑ گیا۔ پھر آہستہ آہستہ اسلام پور ختم ہوگیا اور صرف "قاضی" رہ گیا۔ پھر اسے قاضیاں کہا جانے لگا بعد میں "ض" کو "د" بولنے سے قاضیاں سے قادیاں بن گیا اور آخر پر قادیان کا لفظ کاغذوں میں درج ہوگیا۔

۱۸۸۰ء کے لگ بھگ قادیان کے رہائشی مرزا غلام احمد قادیانی نے مذہبی مناظروں میں دلچسپی لینی شروع کی۔ ان مناظروں کا رخ عیسائیوں کے خلاف اور اسلام کے حق میں تھا۔ عیسائیوں کے خلاف مناظروں کی وجہ سے مسلمانوں میں عزت اور شہرت حاصل ہونے لگی۔ مسلمانوں نے ان کو عیسائیوں کی تبلیغی یلغار کے سامنے ڈھال سمجھتے ہوئے ان کے ہاتھ مضبوط کرنے شروع کر دیئے۔ عیسائی مناظروں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دنیا کے نجات دہندہ، انسانوں کے گناہوں کے کفارہ کے طور پر اپنے آپ کو مصلوب کرنے والا بعد میں بطور معجزہ زندہ ہونے والا اور خدا کا بیٹا ہونے کے ناطے زندہ آسمان پر جانے والے واحد انسان کے طور پر پیش کرتے۔ وہ ان باتوں کو بڑھا چڑھا کر پیش کر کے سادہ لوح مسلمانوں کو عیسائی بنا رہے تھے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے عیسائیوں کو مات دینے کے لیے ان کے تمام فلسفے کو دھڑام سے گرانے کے لیے ایک نیا "آئیڈیا" دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ تو مصلوب ہوئے یعنی صلیب پر فوت نہیں ہوئے بلکہ صلیب پر سے بے ہوشی کی حالت میں اتار لیے گئے نہ ہی بعد میں بطور معجزہ زندہ ہوئے۔ کیونکہ وہ فوت ہی نہیں ہوئے تھے، نہ ہی خدا کے بیٹے کی حیثیت سے زندہ آسمان پر اٹھائے گئے۔ بلکہ فلسطین سے ہجرت کر کے وہ کشمیر میں آ گئے اور وہاں پر ۱۲۰ سال کی عمر تک زندہ رہنے کے بعد فوت ہوگئے اور اب بھی محلہ خانیار سری نگر میں ان کی قبر موجود ہے۔ اس ترکیب سے عیسائیوں کے منہ کو تو بند کر دیا گیا مگر اس سے بہت ہی خرابیوں کے منہ کھل گئے۔

مرزا قادیانی نے جب مسلمانوں میں اپنی عزت و شہرت کو دیکھا تو اسے "کیش" کروانا چاہا۔ لہٰذا پہلے مرحلے میں چودھویں صدی کے مجدد کا دعویٰ کر دیا۔ چودھویں صدی کا مجدد تو امام مہدی ہوگا تو امام مہدی کا دعویٰ بھی کر دیا۔ اب احادیث کے حوالے سے اعتراض ہوا کہ امام مہدی کے ظہور کے ساتھ ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام (مسیح موعود) نے بھی آنا ہے تو کہاں ہیں مسیح موعود؟ پھر اس کا حل یہ نکالا کہ "میں امام مہدی ہوں اور میں ہی مسیح موعود بھی یعنی مسیح ابن مریم بھی اور اس کی دلیل یہ نکالی کہ ایک حدیث میں ہے کہ عیسیٰ کے سوا مہدی کوئی نہیں یعنی دونوں ایک وجود ہیں اب کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اس لیے میں ہی مسیح موعود ہوں۔ میں ہی عیسیٰ بن مریم ہوں میں ہی امام مہدی ہوں اور میں ہی چودھویں صدی کا مجدد ہوں۔ ایک وجود والی حدیث اس طرح ہی نکالی جس طرح اس بوڑھیا نے دودھ جلیبی والی بات بے ہوشی کی حالت میں بھی دور سے سن لی تھی۔ یہ حدیث تو نظر آ گئی مگر درجنوں کے حساب سے وہ احادیث نظر نہ آئیں جو عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی کے دو الگ الگ وجود کو ثابت کر رہی تھیں۔

جب مرزا قادیانی نے مجدد، امام مہدی اور مسیح موعود کے دعوے کر لیے تو مسلمان علماء کی طرف سے سخت قسم کی مخالفت اور تنقید شروع ہوگئی۔ مسلمان علماء نے اعتراض کیا کہ عیسیٰ ابن مریم تو نبی تھے جبکہ آپ نبی نہیں تو یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ مسیح موعود ہوں یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جگہ لے سکیں۔ چنانچہ جماعت کی بنیاد ڈالنے کے ۱۳ سال بعد ان اعتراضات سے بچنے کے لیے "ایک دعویٰ اور سہی" کے مصداق "نبی" کا دعویٰ بھی کر دیا۔ اس دعویٰ سے اعتراضات اور مخالفت کا لامتناہی سلسلہ شروع ہوا جس نے آج تک جماعت کے افراد کے ناک میں دم کر رکھا ہے۔ نسلیں اس مخالفت کے ناقابل تلافی نقصان سے متاثر ہوتی آ رہی ہیں۔ سو سال سے قادیانیوں کے لیے مخالفت اور نفرت کی ناقابل عبور دیواریں کھڑی کی جا چکی ہیں گویا جماعت کے لیے "مستقل آگ" کے سامان پیدا کر دیے گئے جس میں قادیانی نسلیں جلتی رہیں گی۔

اس دعویٰ سے ختم نبوت کا مسئلہ پیدا ہوا۔ مسلمان علماء نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو آخری نبی تھے۔ پھر آپ کیسے نبی ہو سکتے ہیں۔ تو اس کے جواب کے طور پر قرآن مجید کی چند آیات سے نبوت کے جاری رہنے کی دلیلیں بنالی گئیں اور بتایا کہ نبوت جاری ہے۔ دوسری طرف اپنے لیے امتی نبی کی اصطلاح استعمال کر کے مسلمانوں کو کنفیوز کر دیا اور کہا کہ اس سے ختم نبوت کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ حدیث "لا نبی بعدی" (میرے بعد کوئی نبی نہیں) کی "نفی"

تعبیر“ کرکے بتایا کہ بعدی سے مراد یہ ہے کہ ایسا نبی نہیں ہوسکتا کہ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہو۔ ان کی تائید میں نبی ہوسکتا ہے۔ مگر وہ درجنوں احادیث کو نظر انداز کرگئے جو واضح طور پر نبوت کے ختم ہونے کی دلیل پیش کررہی ہیں۔

یہ عجیب بات ہے کہ قرآن سے خود ثابت کرتے ہیں کہ نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔ نبوت جاری ہے۔

لیکن جب ان سے پوچھا جائے کہ کیا مرزا غلام احمد کے بعد اور نبی بھی آسکتے ہیں تو کہتے ہیں نہیں اور یوں مرزا غلام احمد کو آخری نبی ثابت کرتے ہیں۔

یہ بات بھی دلچسپ ہے کہ قرآن سے ثابت کرتے ہیں کہ نبوت کا دروازہ کھلا ہے مگر جب ۱۹۸۲ء میں مرزا ناصر احمد کے ایک قریبی رشتہ دار (مرزا ناصر احمد کے رشتے میں بھانجے اور شیخ لطف الرحمٰن کے لڑکے) نے لاہور میں کچہری کے پاس عوام الناس میں کھڑے ہوکر نبی ہونے کا دعویٰ کردیا تو مسلمانوں نے اسے پکڑ کر پولیس کے حوالے کردیا تو ”مدعی“ کے رشتہ داروں نے یہ موقف اختیار کیا کہ اس کا ذہنی توازن ٹھیک نہیں اور تھانے والوں کو اس کے دماغی طور پر کمزور ہونے کے ثبوت کے طور پر بعض ڈاکٹروں کے نسخے پیش کرکے جان چھڑائی اور یوں اپنے عمل سے ثابت کردیا کہ نبوت کا دروازہ کھلا نہیں۔ اگر کھلا تھا تو قادیانیوں کو فوراً اسے نبی تسلیم کرلینا چاہیے تھا کیونکہ ”مدعی“ خود بھی قادیانی تھا بلکہ مرزا قادیانی کے خاندان سے تھا۔ نیز قادیانیوں نے عمل سے یہ بھی ثابت کیا کہ ایسا دعویٰ کرنے والے کا دماغ یا ذہنی توازن درست نہیں ہوسکتا لہٰذا ثبوت پیش کردیے گئے۔

درج بالا مثال کے علاوہ بھی مرزا قادیانی کی وفات کے بعد آج تک کئی افراد نے نبوت کے دعوے کیے مگر نبوت کا دروازہ کھلا رکھنے والے قادیانیوں نے کبھی بھی کسی ایسے ”مدعی“ کو قبول نہیں کیا حالانکہ سب سے پہلے ان کو ”ایمان لانا“ چاہیے تھا۔ بعض کئی کئی سال تک زندہ رہے، جیلوں میں ڈال دیے گئے مگر قادیانی ان کے قریب بھی نہیں گئے۔ یہ قول و فعل میں تضاد کی ایک شرمناک مثال ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی ایک جماعت کی بنیاد ڈال گئے اور ایک چندے کا نظام قائم کرگئے۔ مرزا قادیانی کی وفات کے بعد حکیم نورالدین صاحب آف بھیرہ پہلے جانشین بنے۔ ۱۹۱۴ء میں ان کی وفات پر ”خلافت“ کے جھگڑے کی بنیاد پر جماعت دو حصوں میں بٹ گئی ایک حصے (لاہور پارٹی مولوی محمد علی ایم اے) کا خیال تھا کہ جس طرح پہلے مرزا قادیانی کے بعد جماعت میں زیادہ مخلص، زیادہ علم اور خلوص رکھنے والے شخص (حکیم نورالدین صاحب) کو خلیفہ بنایا گیا تھا۔ اسی طرح اب ان کے بعد کسی سینئر کو خلیفہ بنایا جائے۔ مگر دوسرے حصے نے خاندانی اور موروثی سربراہی کے لیے مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا محمود احمد (جو اس وقت ۲۵ سال کے تھے) کو آگے لانے کی کوشش کی۔ چنانچہ اس جھگڑے کی وجہ سے لاہوری اور قادیانی دو گروپ بن گئے۔

مرزا محمود احمد دوسرے جانشین مقرر ہوئے تو انہوں نے اپنے والد صاحب کے چندے والے آئیڈیا کو خوب آگے بڑھایا اور جماعت میں چندے کے بارے میں ایسا نظام وضع کیا جو اپنی مثال آپ ہے۔ اس نظام کی ”برکات“ سے پورا خاندان مالا مال ہوگیا۔ ہر فرد کو مال، دولت اور عیش و عشرت کی زندگی میسر آگئی اور یوں مرزا صاحب کا پورا خاندان ”شہزادہ“ خاندان بن گیا۔

مرزا محمود احمد (جن کو خلیفۃ المسیح الثانی کے علاوہ مصلح موعود بھی کہتے ہیں) اور ان کے بھائی مرزا بشیر احمد ایم اے (جن کو قمرالانبیاء بھی کہتے ہیں) نے اپنے مالی اور عیش و عشرت کے دور میں تکبر اور مغروری حدوں کو چھوتے ہوئے اور مسلمانوں کے عقائد کو پاؤں تلے روندتے ہوئے انہیں کافر اور غیر مسلم قرار دیا (...... کوتوال کو ڈانٹے) بلکہ مرزا بشیر احمد نے مسلمانوں کو ”کافر“ بلکہ پکے کافر جیسے ”خطابات“ سے نوازا اور یوں اپنی تحریر و تقریر سے اور بعد میں اپنے عمل سے اپنے آپ کو (قادیانیوں کو) مسلمانوں سے بالکل علیحدہ کردیا۔ ۱۹۷۴ء میں مسلمانوں نے اس علیحدگی کو باضابطہ بناتے ہوئے قادیانیوں کو امت مسلمہ سے خارج کردیا۔

اس فیصلے سے قبل قادیانی مسلمانوں سے اس حد تک قطع تعلق کرچکے تھے کہ نہ ان سے رشتہ لینا ہے، نہ رشتہ دینا ہے، نہ ان کے ساتھ کسی عبادت میں شریک ہونا ہے، نہ ان کی مسجد میں نماز پڑھنی ہے، نہ ان کی خوشی میں شامل ہونا ہے اور نہ غمی میں، نہ جنازہ پڑھنا ہے، نہ فاتحہ میں شامل ہونا ہے اور نہ ہی چالیسویں میں۔ واضح رہے کہ ۱۹۷۴ء تک قادیانی خود فاتحہ خوانی اور چہلم کرتے تھے مگر اس فیصلے کے بعد یہ چھوڑ چکے ہیں۔ اسلام سے علیحدہ ہوتے ہوئے حج سے منہ موڑ چکے تھے۔ زکوٰۃ عرصہ دراز سے قادیانیوں کی عبادت سے خارج ہوچکی تھی۔ قادیانی آہستہ آہستہ اسلامی ناموں مثلاً محمد، ابوبکر، عمر، عثمان، علی، حسن، حسین، زید، فاطمہ، خدیجہ، زینب، عائشہ، آمنہ، سے منہ موڑ چکے تھے۔ یقین نہ آئے تو ۱۹۶۴ء تا ۱۹۷۴ء دس سالوں میں پیدا ہونے والے قادیانی بچوں کے ناموں کو دیکھ لیجیے ربوہ میں ۱۹۸۰ء تا ۱۹۹۰ء تک پیدا ہونے والے قادیانی بچوں کے ناموں کا جائزہ لے لیں۔ اب قادیانی جماعت کی حالت یہ ہے کہ یہ صرف چندہ حاصل کرنے والا ایک زبردست نیٹ ورک ہے۔ پورے ملک سے اس منظم نیٹ ورک کے ذریعہ دور دراز دیہاتوں سے بھی بڑی ”خوش اسلوبی“ سے غریب سے غریب آدمی سے بھی کچھ نہ

کچھ جو سالانہ کم از کم سو روپے ضرور ہوتا ہے نکلوا کر مرزا قادیانی کی فیملی کی نذر کیا جاتا ہے۔واضح رہے کہ سو روپے سے کہیں یہ دھوکا نہ لگے کہ سالانہ سو روپے چندہ تو کوئی بات نہیں۔ایسے خوش نصیب جو سال میں صرف ایک سو روپے چندہ دیتے ہوں درجن بھر ہی ہوں گے ورنہ پانچ سو سے تین ہزار روپے سالانہ تو عام سی بات ہے۔ان چندوں کی خاصی ورائٹی ہے مثلاً "چندہ عام" چندہ حصہ آمد، چندہ تحریک جدید، چندہ وقف جدید، چندہ مجلس، چندہ جلسہ سالانہ، چندہ اجتماع، چندہ تعمیر ہال، چندہ صد سالہ، چندہ اطفال، چندہ انصار اللہ، چندہ ناصرات، چندہ لجنہ، چندہ بوسنیا، افریقہ، چندہ ڈش انٹینا، وغیرہ وغیرہ (وغیرہ وغیرہ میں کم از کم پانچ چندے ہوں گے، جن کے اس وقت نام یاد نہیں)۔

قادیانی جماعت کی پاکستان میں قانونی، مالی، جانی اور معاشرتی پٹائی ہو چکی ہے۔قیام پاکستان کے بعد سے اب تک مسلسل ان کی تعداد کم ہو رہی ہے۔ اب پورے پاکستان میں ان کی تعداد ۲ سے ۳ لاکھ کے درمیان رہ گئی ہے۔بہت سے علاقوں سے قادیانیت بالکل ختم ہو چکی ہے اور باقی جماعتیں خاصی سکڑ چکی ہیں۔جماعت نے ۱۹۸۲ء تا ۱۹۸۴ء تبلیغ کے میدان میں انتہائی زور لگا کر دیکھ لیا مگر رزلٹ بہت ہی مایوس کن نکلا۔چنانچہ بطور رد عمل مرزا طاہر احمد (موجودہ سربراہ) نے ۱۹۹۳ء سے ایک نیا سلسلہ "عالمگیر بیعت" کا شروع کر رکھا ہے جس کے مطابق ہر سال پچھلے سال کی نسبت بیعتوں کی تعداد ڈبل بتائی ہے۔ اس ترکیب سے وہ ایک لاکھ سے سفر شروع کر کے ۲ کروڑ تک پہنچ چکے ہیں (اگست کے مہینہ میں دو کروڑ کا اعلان ہوتا ہے) جو ۲۰۱۰ء تک ۲۰ ارب تک پہنچ جائیں گے۔قیاس فارمولے کے مطابق یا تو ۲۰۰۹ء تک پوری دنیا قادیانی ہو جائے گی یا پھر پوری دنیا کے چھ ارب لوگوں کو چھوڑ کر ۲۰ ارب نئے افراد اس دنیا میں بطور قادیانی "نازل" ہوں گے۔

جماعت نے دنیا میں اپنے حق اور پاکستان کے خلاف ایک منظم پروپیگنڈہ مہم شروع کر رکھی ہے۔ ۱۹۷۴ء میں جب ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت نے قادیانی جماعت کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تو بیرون ملک قادیانیوں کو ہدایت کی گئی کہ وہ بھٹو کو مذمت کے خطوط لکھیں مگر ان خطوط کا کوئی اثر نہ ہوا۔جب جنرل ضیاء الحق نے بھٹو کا تختہ الٹ دیا تو جنرل صاحب کو خطوط لکھوائے گئے کہ بھٹو کو زندہ نہ چھوڑا جائے۔جنرل صاحب نے ان خطوط سے یہ تاثر لیا کہ بیرون ملک موجود پاکستانی لوگ بھٹو کو ملک کا دشمن سمجھتے ہیں اور اسے زندہ نہیں دیکھنا چاہتے۔جب جنرل ضیاء الحق نے قادیانیوں کے خلاف آرڈیننس پاس کیا تو قادیانیوں نے انسانی حقوق کے حوالے سے مختلف عالمی تنظیموں کو اس طرف مائل کیا۔جس سے دنیا میں پاکستان کے خلاف خوب نفرت پھیلائی گئی۔جونیجو صاحب اقتدار میں آئے تو قادیانیوں نے انہیں خطوط لکھ کر آٹھویں ترمیم ختم کروا کر آرڈیننس غیر مؤثر کرنے کی ترغیب دی۔مگر بے سود، بے نظیر بھٹو کے آنے پر اس سے ہمدردی اور بھٹو کے حق میں خطوط لکھے کہ مولویوں نے بھٹو کو "ورغلا" کر یہ فیصلہ لیا۔اب آپ مولویوں کے اس فیصلے کو ختم کروا کر بیرونی دباؤ کو ختم کریں اور اپنی ترقی پسندی کا ثبوت دیں۔یہ ساری کوششیں رائیگاں گئیں۔اس طرح نواز شریف، معراج خالد، وسیم سجاد، فاروق لغاری اور اب جنرل مشرف صاحب کو خطوط لکھے جا رہے ہیں۔

قادیانی مجلسوں میں مسلمانوں کے درمیان فرقہ وارانہ سرد جنگ کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا جاتا ہے۔اخبارات و رسائل میں واضح اور غیر واضح بیانات کو "مرچ مصالحہ" لگا کر پیش کیا جاتا ہے اور دل کو تسلی دی جاتی ہے کہ یہ آپس میں لڑتے رہیں گے تو ہماری طرف متوجہ نہیں ہوں گے۔

قادیانیوں کا اب مذہب سے کوئی خاص تعلق نہیں رہا۔اب یہ صرف مالی حوالے سے ایک منظم نیٹ ورک کی حیثیت رکھتا ہے۔مرزا قادیانی نے کہا تھا کہ جس قادیانی نے میری کتابوں کو تین بار نہ پڑھا تو سمجھ لو کہ اس کے دل میں کبر پایا جاتا ہے۔اس لحاظ سے مرزا قادیانی کے فارمولے کے مطابق ۹۹.۹ فیصد قادیانی "کبر" سے پر ہیں۔گویا مرزا قادیانی کی بات ۹۹.۹ فیصد قادیانیوں نے نہیں مانی۔اس طرح قادیانی مذہب سے مزید کیا لگاؤ رکھیں گے جنہوں نے اپنے "نبی" کی بات نہیں مانی۔ان کی کتابوں سے "فیض" حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی۔بلکہ ایک فیصد سے بھی کم قادیانی ہوں گے جو مرزا قادیانی کی کل کتابوں کے نام جانتے ہوں گے۔مرزا صاحب کے "الہامات" کے مجموعہ کی کتاب کا نام "تذکرہ" ہے۔بہت ہی کم قادیانی ایسے ہیں جنہوں نے اس کتاب کو دیکھا ہے یا اسے کچھ پڑھا ہوگا۔بلکہ ایک ہزار میں سے ایک قادیانی ایسا ہو سکتا ہے جس نے "تذکرہ" کو مکمل پڑھا ہو۔

اس وقت موجود قادیانیوں کی ۹۰ فیصد سے زائد اکثریت پیدائشی قادیانی ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ نئے لوگ اس جماعت میں داخل نہیں ہو رہے بلکہ نسل در نسل نئے افراد کی شمولیت نہ ہونے کے برابر ہے۔پیدائشی قادیانی کو قادیانیت کی سچائی کے لیے دلائل کی ضرورت نہیں۔بس باپ دادا قادیانی تھے۔تو وہ بھی اسی طرح چل رہے ہیں۔سچائی دیکھ کر اسے قبول کرنا اور اپنا پہلا مذہب چھوڑنا بہت مشکل ہے۔ اس کے لیے ہمت و جرأت چاہیے جو عام آدمی میں نہیں ہوتی یہ صرف اللہ کی تائید سے ممکن ہو سکتا ہے۔ "اللہ جسے چاہے ہدایت دیتا ہے اور جسے چاہے گمراہ کر دیتا ہے۔"

(اوصاف اسلام آباد ۲۳ اگست ۲۰۰۰ء)

قاری محمد عالمگیر رحیمیؒ کا سانحہ ارتحال

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

قاری محمد عالمگیر رحیمیؒ امام القراء حضرت مولانا قاری رحیم بخش پانی پتی رحمہ اللہ کے مایہ ناز شاگردوں میں سے تھے۔ قرآن پاک پانی پتی لہجہ میں خوبصورت انداز میں پڑھتے، دور دراز سے لوگ ان کی حُسن قرأت کی وجہ سے ان کے ہاں نماز پڑھنے کے لئے تشریف لاتے، سینکڑوں سے متجاوز حفاظ نے ان کے ہاں گردان کر کے اپنا قرآن پاک پختہ کیا، گلبرگ کے دارالعلوم حنفیہ میں ایک عرصہ تک معلم رہے، بعدازاں قریب ہی گلبرگ کی نواحی بستی میں ”جامعہ فتح الرحیم“ کے نام سے مدرسہ قائم کیا۔ مدرسہ کا نام بھی اپنے استاذ محترم حضرت قاری رحیم بخشؒ اور استاذ الاستاذ قاری فتح محمد پانی پتیؒ کے نام سے رکھا۔

بارہا ان کے مدرسہ میں حاضری ہوئی، خوش الحان ہونے کے باوجود مصلی امامت پر راقم الحروف کو کھڑا فرماتے اور ساتھ ہی فرماتے کہ دعا سے پہلے مختصر بیان بھی فرمادیں۔ بارہا ان کے مدرسہ و مسجد میں طلباء، اساتذہ اور نمازیوں سے خطاب کا موقع ملا۔ رمضان المبارک میں صبح یا عصر کے بعد حاضری کا حکم فرماتے خود اعلان کرتے اور بیان میں بیٹھنے کی ترغیب دیتے۔ خوش الحان ہونے کے ساتھ ساتھ خوش خوراک بھی تھے اور وسیع دسترخوان رکھتے تھے، ان کا جھوم جھوم کر قرآن پاک پڑھنا دلربا ادا تھی، جس میں دسیوں نہیں سینکڑوں حضرات ان کے مداح تھے۔ بندہ ۱۹۹۰ء سے ۲۰۰۰ء تک لاہور میں رہا۔ ۷ر ستمبر کو ہر سال ختم نبوت کانفرنس ٹاؤن ہال میں مجلس کی طرف سے منعقد ہوتی جس میں تلاوت کے لئے ان سے درخواست کی جاتی، اگر کوئی شرعی عذر نہ ہوتا تو کانفرنس میں تشریف لا کر تلاوت قرآن پاک سے دلوں کو منور فرماتے۔ بعدازاں جامع مسجد عائشہ میں یہ کانفرنس منتقل ہوئی تو اس میں بھی تشریف لاتے رہے، مجلس کے بانیان، قائدین، مبلغین سے محبت، عقیدت اور شفقت کے تعلقات تھے۔

بتلاتے تھے کہ ہمارے استاذ محترم امام القراء حضرت قاری رحیم بخشؒ مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کی دریافت تھے۔ مولانا جالندھریؒ ہی حضرت قاری صاحبؒ کو ملتان لائے اور جامعہ محمدیہ مسجد سراجاں حسین آگاہی ملتان میں قائم فرمایا۔ قیام پاکستان کے بعد جب حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ ملتان تشریف لائے اور جامعہ خیر المدارس کے نام سے اورنگزیب روڈ پر مدرسہ قائم فرمایا تو مولانا جالندھریؒ نے جامعہ محمدیہ اور اس کے تمام اثاثے خیر المدارس کو منتقل فرمادیئے۔ اس لحاظ سے مولانا جالندھریؒ اور آپ کی وجہ سے مجلس کو اپنا محسن قرار دیتے تھے۔ وقتاً فوقتاً چناب نگر کی سالانہ کانفرنس میں بھی شریک ہوتے۔

مولانا غلام یاسین ”یاسین برادرز“ ہمارے شجاع آباد کے علاقہ سے تعلق رکھتے ہیں اور لاہور میں قیام پذیر ہیں۔ ان کے میسج سے معلوم ہوا کہ قاری صاحب مورخہ ۲ر جولائی ۲۰۱۳ء کو رحلت فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ان کی رحلت سے ملک عزیز ایک مجود استاذ، ماہر فن قاری، خوش الحان حافظ بلکہ استاذ الحفاظ والقراء کے وجود سے محروم ہوگیا۔ قحط الرجال کے اس دور میں ان کا وجود بساغنیمت تھا۔ ان کی وفات ان کی اولاد، خاندان، خانوادہ رحیمی، ان کے تلامذہ، رفقاء کے لئے ہی صدمہ کا باعث نہیں بلکہ پورے ملک کے لئے عظیم نقصان ہے، جس کی تلافی دور دور تک نظر نہیں آتی۔ ☆☆☆

مقدارِ صدقہ فطر برائے کراچی ومضافات ۱۴۳۴ھ - ۲۰۱۳ء

نام اشیاء	مقدار	رقم
کشمش	ساڑھے تین کلو	1280/=
کھجور	ساڑھے تین کلو	750/=
جَو	ساڑھے تین کلو	140/=
گندم	پونے دو کلو (دو کلو احتیاطاً)	80/=

وضاحت: واضح رہے کہ کشمش کا ذکر حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت: بخاری ومسلم میں موجود ہے۔ کھجور، جَو اور گندم کا ذکر حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت: ابوداؤد اور نسائی سے ثابت ہے۔ (کمالی مشکوٰۃ ۱۲۰، اصح المطابع آرام باغ کراچی)

نفس وشیطان کا دھوکا!

مفکر احرار محترم جناب چوہدری افضل حق مرحوم نابغہ روزگار شخصیات میں سے ایک عظیم نام ہے، نامور ادیب اور مایہ ناز قلم کار تھے، آپ کی علمی کاوشوں میں سے ایک مقبول عام کتاب ''دین اسلام'' ہے، جسے افادۂ عام کے لئے ادارہ کی طرف سے پیش کیا جارہا ہے۔

چوہدری افضل حق''

اسم:

اسم الٰہی صرف روحانیت کی شاخ گل نہیں، بلکہ یہ تو ایک پہلو بیان ہوا، یہ دنیاوی درجات اور مادی ترقیات کا بھی کیمیائی نسخہ ہے، ہمتوں کو بلند رکھنے، راہِ حق میں صبر سے آزمائشیں جھیلنے کی صلاحیت پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ کا نام ہر مشکل کو آسان کرتا ہے، تب ہی تو یہ قرآن کی ہر سورۃ کا عنوان ہے اور نماز کی ہر رکعت کی ابتدا ہے، اپنے آپ کو شیطان کے فتنوں سے خدا کی پناہ میں دے کر اس کے نام کا سہارا لے کر دنیا میں بڑے کاموں کا عزم کرکے اٹھو، تب نامعلوم راہوں سے مدد پہنچتی ہے، کائنات کے سارے قوانین کو کون سمجھتا ہے، ظاہری اسباب کے ساتھ تعلق باللہ بھی مسلمانوں کو سربلند رکھنے کا ضروری جزو ہے، مسلمانوں میں معرکہ یہ آن پڑا ہے کہ اسباب فراہم کرنے والے تعلق باللہ کی اہمیت نہیں سمجھتے اور اللہ کی طرف رجوع کرنے والے فراہمی قوت سے قطعی غافل ہوجاتے ہیں، نتیجہ یہ ہے کہ دنیا کا مسلمان صرف دوسروں کا محتاج بن کر رہ گیا ہے، وہ ہتھیار اٹھانے کی بجائے محض دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتا ہے، باقی سارا کام خدا سے متعلق کرکے بیٹھ جاتا ہے، زمانہ حال کے ایک بزرگ کی بابت سنا کہ انہیں قبض اور بخار کی شکایت ہوگئی، لوگ عیادت کو گئے، حال پوچھا، انہوں نے جواب دیا کہ الحمد للہ بخار جاتا رہا ہے۔ خدا پاخانہ بھی لا وے گا، یہ جواب اس صورت میں ہماری بدقسمتی کا پورا نمونہ ہے، اگر ہم خدا کے لئے استعمال ہوتا تو نہ چاہیں، البتہ ہر مرض میں خدا کو نسخے کے طور پر استعمال کریں تو ہم خدا کے بندے، لیکن ہم خدا کو اپنا غلام اور پیک بنا کر خوش ہیں، خود تکیوں سے ٹیک لگا کر حقہ سامنے رکھ کر خدا کو پکارتے ہیں کہ ذرا آنا اور ہمارا یہ کام کر جانا، مساجد میں اس کے احکام سن کر سربکف ہوکر نکلنے کی تمنا لے کر نہیں جاتے، بلکہ محض کاروباری معاملات کو سلجھانے میں اس کی اچانک مدد لینے جاتے ہیں، ان کی مرضی کے مطابق کام نہیں ہوتا یا ہوجاتا ہے، دونوں صورتوں میں خدا کو بھول جاتے ہیں۔

بعض امراً اللہ کرنے لگتے ہیں، رزق میں کمی آجاتی ہے، آوارہ حاشیہ نشین خدا کی برکت کی مزاحیہ حکایتیں بیان کرتے ہیں وہ بھی سمجھتا ہے کہ خدا کے نام کی اچھی برکت پڑی کہ آمدنی کے ذرائع مسدود ہوگئے، حالانکہ وہ آمدنی عورتوں کی عفت لوٹنے یا سامان غرور خریدنے پر خرچ ہوتی تھی۔ باپ کی شفقت کے معنی یہ نہیں کہ بچے کو عنایات کی فراوانی سے چھوئی موئی بنا رکھے، بلکہ اس کے گر گر کر اٹھنے اور اٹھ اٹھ کر گرنے سے خوش ہوتا ہے، اسے حصول علم کی جانگاہیوں میں ڈالتا ہے تاکہ جسم و جان علم وعقل کی ایسی ترقی ہو کہ وہ سردار قوم بنے۔ خدا مشکلات میں ڈال کر اور امتحان میں دھکیل کر اکثر انسانوں کی زندگیوں کو بابرکت کردیتا ہے اور ان میں اہل جنت کے سے خصائص پیدا ہوجاتے ہیں۔ وہ خصائص کیا ہیں، اپنی قربانی اور مخلوق خدا کی خدمت، اہل جنت وہی ہیں جو اللہ کی عظمت کو دل میں قائم رکھ کر ہر وقت اس کی بھلائی کے لئے سرگرداں رہتے ہیں۔ اے عزیز! اس کے نام کی برکت کے بغیر خدمت خلق کا پاکیزہ جذبہ تادیر قائم نہیں رہ سکتا ہے ترش عملی کے ساتھ اس کا میٹھا میٹھا ذکر بھی ہو تو زندگی رنگین راگ بن جاتی ہے، ہر مشکل گھاٹی سے انسان گزرتا ہے گویا وہ وادیٔ کشمیر کی دلفریب راہوں سے ہوتا ہوا جارہا ہے، لوگ موت سے ڈرتے ہیں، وہ خدا کی خوشی میں موت کو ڈھونڈتا پھرتا ہے، بس اللہ کے نام کی برکت یہ ہے کہ اچھے کاموں کا بے پناہ عزم پیدا ہو، خلق اللہ کی خدمت نہ صرف آسان نظر آئے، بلکہ اس خوشی میں جان کو آرام ملے، بے دین اسے مہم سمجھیں، مگر مسلمان کو اس کے نام کی برکت سے ہر مہم محبت کے گیت کی طرح دلکش معلوم ہو۔ اے عزیز! جو اس کے نام کی برکت ڈھونڈتے ہیں، وہ دنیا کے راگ رنگ بھول جاتے ہیں اور ان کی اپنی زندگی رات کی طرح رنگین ہوجاتی ہے، دنیا کے راگ ختم ہوجاتے ہیں اور ساز خاموش ہوجاتے ہیں، مگر خدا کا نام عمل کو عمدہ آواز اور جسم کو ساز بنادیتا ہے اور ہر وقت عشق الٰہی کی سرشاریاں قائم رہتی ہیں، تاہم مسلمان بدمست اور بیہوش نہیں ہوتا کہ کوئی شیطان اس کا متاع ایمان وعمل لوٹ لے، بلکہ وہ دنیا کے جان و مال کا مشہور محافظ ہوجاتا ہے، افسوس ہم سب اللہ کے نام سے برکت ڈھونڈنا نہیں چاہتے اور اس کے حکموں پر عمل کرنے کی توفیق نہیں مانگتے، بلکہ ہماری عبادات اس لئے ہیں کہ ہم خدا کو اپنی منشاء کے مطابق چلائیں، ہماری یہ

آرزو قیامت تک پوری نہیں ہوگی، ہوگا وہی جو وہ چاہے گا، تاہم جب بھی عمل کے ساتھ ذکر سے برکت ڈھونڈی گئی ہے، اکثر صورتوں میں غیر مرئی ہاتھ مدد کو پہنچا ہے اس امر کا بھی صاف اعتراف کر لینا چاہئے، بعض اوقات نتائج طبیعت کی وقتی خواہش کے خلاف ہوتے ہیں اور انسان بے یقینی کی دلدل میں پھنس جاتا ہے، حالانکہ بظاہر ناکامیاں اور مایوسیاں انجام کار کامرانیوں اور بے پایاں مسرتوں کا باعث ہوتی ہیں، نیکی کا انجام بُرا نہیں۔ اگرچہ اس کی ظاہری صورت ناپسند ہوتی ہے لیکن تھوڑی دیر کے بعد دل گواہی دیتا ہے کہ میرے لئے یہی مفید تھا اور عارضی ناکامی کسی مستقل کامیابی کا پیش خیمہ تھی۔

تنبیہ:

مسلمانوں کے زوال کے عروج کو دیکھ کر متشکک پوچھتا ہے کہ حق و باطل کے نزاع میں حق کی سربلندی یقینی نہیں، وہ خاص طور پر کربلا کے ذبح عظیم کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ عقل فکر میں ڈوب جاتی ہے، لیکن علم حق کی مدد کو پہنچ کر کہتا ہے کہ شخصی قانون قومی قانون پر حاوی نہیں شخصی نیکی بجائے خود قابل ستائش ہے، لیکن قومی فتح مندیوں کے لئے چند اشخاص کی عمدہ سیرت اور تعلق باللہ عالم ہست و بود میں انقلاب پیدا کرنے کی کافی ضمانت نہیں، اس کے لئے تدبیر کی استواری اور اسباب کی فراہمی ضروری شرط ہے، اس جنگ عظیم میں فرانس کی تباہی اشخاص کی کم ہمتی اور بزدلی نہ تھی بلکہ اسلحۂ جدید کی تیاری میں تھوڑی سی غفلت قوم کی قوم کو ہٹلر کے پاؤں میں گرانے کا باعث ہوگئی، اسی طرح کربلا کے پاک شہداء پر حرف گیری مناسب نہیں، اس وقت اسباب کی فراہمی میسر نہ آسکی اور غریب نیکی ساحل فرات پر سرمایہ دارانہ فسق و فجور کی ننگی تلوار سے ذبح ہوگئی، پس خدا کو خوش کرنے کے لئے نمازوں سے نیکی شخصی کی آراستگی کے ساتھ جماعتی ظفر مندی کے اسباب فراہم کرنے کو نیکی کا اہم جزو تصور کرنا چاہئے، بے تدبیری سے بچنا بھی نیکی ہے اور فراہمی اسباب سے غافل رہنا بڑی معصیت ہے ایسا نہ ہو کہ محض قولی عبادت کے نشہ میں پڑ کر تدبیر اور اسباب سے غافل ہو جاؤ اور اپنی غفلت اور عدم تیاری کا بوجھ خدا کی تقدیر پر ڈالو، بیلچے اور کلہاڑی سے اول درجہ کی اسلحہ پوش قوموں کے مقابلہ پر مسلمانوں کو مطمئن رکھنا قومی گناہ ہے، ہماری جماعت بندی اور اسلحہ سازی دشمن سے بہرحال بہتر ہونی چاہئے۔ فرانس کی موجودہ شکست کی تہہ میں امرأ کی عشرت پسندی اور موثر ہتھیاروں کی کمی تھی، حق اگر بے ہتھیار ہوگا، اسلحہ پوش باطل کے سامنے اسے جھک جانا پڑے گا، ایسا نہ کرو کہ خدا اور عقل کے صاف احکام سے بغاوت کرکے فتح کے اسباب مہیا نہ کرو اور تدبیروں سے غافل رہو، جب صریح غفلت کے باعث ہلاکت گھیر لے تو پکارنے لگو کہ حق کے مقابلہ میں باطل کی شکست کا وعدہ ایک جھوٹا افسانہ تھا، ہاں بے بسی میں اللہ کے نام کی برکت ڈھونڈو اور دنیا کو بس میں لانے کی تدبیروں سے غافل نہ رہو، نہ اسباب کی فراہمی میں کوتاہی کرو، تم خود کچھ کرو تو خدا برکت دے، محض پھونکوں سے دشمن مغلوب ہوسکتا تو بالغ نظر پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی جان فراہمی اسباب میں اجیرن کیوں کر لیتا، صحابہ کا خون پاک بدر و حنین کی خاک میں ملا کیوں نظر آتا۔

(جاری ہے)

سوئی گیس کے متعلقہ افسران توجہ فرمائیں

کراچی کے علاقے خاص طور پر فاطمہ جناح کالونی کے گھریلو صارفین گزشتہ کئی ماہ سے گیس کی لوڈ شیڈنگ سے پریشان تو تھے ہی ساتھ ہی ساتھ ماہ مقدس رمضان کے آغاز سے سحر و افطار دونوں اوقات میں گیس نہ ہونے کے باعث ماہ مقدس میں انتہائی کرب و عذاب سے گزر رہے ہیں، چیئرمین سمیت تمام افسران سے درخواست کر چکے ہیں کہ اس علاقے میں گیس کی لوڈ شیڈنگ ختم نہ سہی کم کردی جائے۔ لیکن اس کے برعکس علاقے کے کمرشل یعنی سی این جی اسٹیشن، ہوٹل، ریسٹورنٹ میں گیس کی پوری سپلائی آرہی ہے جبکہ علاقے کے دیگر مکین اور خاص طور پر فلیٹ میں رہائش پذیر گھریلو صارفین ہوٹلوں سے سحر و افطار منگوا کر سحری و افطاری کرنے پر مجبور ہیں۔

عوام کو اذیت میں مبتلا رکھنے کے لئے موجودہ حکومت نے بھی سابقہ طریقہ کو برقرار رکھا ہوا ہے اور بجلی کی لوڈ شیڈنگ کے ساتھ ہی گیس کی بندش کا سلسلہ بھی زور و شور سے جاری ہے، خصوصاً پونا والا گارڈن میں امتیازی سلوک کیا جارہا ہے اور اب دن ورات گھروں میں چولہے تک جلانے کو گیس دستیاب نہیں ہے۔ بظاہر ملک بھر میں سی این جی اسٹیشن کو ہفتہ میں دو سے تین دن بند رکھا جارہا ہے، اس کے باوجود گھروں کو گیس نہیں مل رہی ہے۔ سروے کے مطابق نہ تو ملک میں گیس کی کمی ہے اور نہ ہی ملک میں گیس کے ذخائر کم ہیں، بلکہ اگلی کئی صدیوں کے لئے وافر مقدار میں گیس موجود ہے، پھر بھی گھریلو صارفین اس قدرتی نعمت سے محروم ہو چکے ہیں۔ ہماری استدعا ہے کہ گھریلو صارفین کو گیس کی مسلسل فراہمی کو یقینی بنایا جائے۔

احتجاجی مراسلہ

(قاری ہلال احمد ربانی)

سہ ماہی ردّ قادیانیت تربیتی کلاس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان میں گا ہے بگا ہے ردّ قادیانیت پر تیاری کے لئے وفاق المدارس کے سند یافتہ علماء کرام کی سہ ماہی کلاس کا اہتمام کیا جاتا ہے

امسال: ۱۰رشوال المکرّم ۱۴۳۴ھ سے مجوزہ کلاس کا آغاز ہوگا

کلاس میں شرکت کے خواہش مند حضرات کا ’’جیداً جداً‘‘ میں وفاق کا سند یافتہ ہونا ضروری ہے۔ نیز اردو تعلیم میں میٹرک پاس ہونا ضروری ہے۔ شرکاء کورس کو قیام وطعام کے علاوہ 1000 روپے اعزازیہ بھی دیا جائے گا۔

ذوق مناظرہ اور شوق تبلیغ رکھنے والے نئے علماء کرام توجہ فرمائیں

☆......کورس میں شرکت کے متمنی جلد از جلد درخواست قلمی، سادہ کاغذ پر بھجوادیں۔

☆ ......فوٹو کاپی سند وفاق المدارس، فوٹو کاپی سند میٹرک، فوٹو کاپی شناختی کارڈ ہمراہ درخواست لف کریں۔

رابطہ کیلئے: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی (مرکزی ناظم تبلیغ)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ ملتان، فون: 4583486-4783486، فیکس: 061-4542277

7 ستمبر 1974 کو پاکستان کی منتخب جمہوری حکومت نے جھوٹے مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی ملعون اور اس کے پیروکاروں کو ان کے کفریہ عقائد کی بنیاد پر آئینی اور قانونی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا اس فیصلے کی یاد میں

تاریخی عظیم الشان

ختمِ نبوّۃ کانفرنس

جامعہ اشرفیہ
مسلم ٹاؤن
فیروز پور روڈ
لاہور

شمع ختم نبوت کے پروانوں سے شرکت کی درخواست ہے

5 ستمبر 2013 بروز جمعرات بعد از نمازِ مغرب

زیرِ صدارت
حضرت اقدس شیخ الحدیث
مولانا **عبد المجید** لدھیانوی دامت برکاتہم

مہمانِ خصوصی
استاذ العلماء
حضرت مولانا **فضل الرحیم** صاحب دامت برکاتہم
نائب مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور

ولی کامل
حضرت مولانا **مفتی محمد حسن** صاحب مدظلہ

عُنوانات

- توحیدِ باری تعالیٰ
- سیرۃ خاتم الانبیاء
- حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام
- عظمتِ صحابہؓ و اہلِ بیت
- مسئلہ ختمِ نبوّۃ
- اِتحادِ اُمت

ملک کے جید علماء، مشائخ، عظام اور مذہبی وسیاسی جماعتوں کے قائدین، دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے۔

شعبہ نشر و اشاعت
عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت — مرکز ختم نبوت لاہور

0300-4304277
042-35862404
0300-9496702